اے عشقِ کہیں لے چل

صادقِ الخیری



صادق الخیری

اے عشق کہیں لے چل

ناشر

شہناز بک کلب

پوسٹ بکس ۵۵۴۰۔کراچی ۲

P.O. Box 5540 Karachi-2

قیمت، دس روپے

اشاعت، جنوری ۱۹۷۱ء

طابع، افتخار احمد، آئیڈیل پیکجز کراچی

اے عشق کہیں لے چل

مصنفہ : مس کون کوئسٹ
مترجم : صادق الخیری

طلوعِ آفتاب کی سرزمین کی داستان
جہاں پھولوں کے موسم میں
حسن پہ عشق مچلتا ہے

جون، کون، کوئسٹ

طامس مور (لالہ رُخ)، اور واشنگٹن ارونگ (الحمرا) کی طرح جون کونکوئسٹ اُن چند یورپین انشا پردازوں میں سے ہیں جنھوں نے مغربی ادب کو ایشیائی تصورات اور مشرقی لطافتیں عطا کیں۔ ان کے ناولوں کی نمایاں خصوصیت دنیا کے خوب صورت ترین خطوں کی منظر کشی ہے، جس کے رنگوں کو زیادہ گہرا کرنے کے لئے وہ والہانہ عشق کی ایسی دلکش و دل رس داستانیں تجویز کرتی ہیں کہ قدم قدم پر طلسم سا بندھ جاتا ہے۔

مس کونکوئسٹ بڑی حوصلہ مند خاتون ہیں۔ جنگِ عظیم کے دوران میں انھوں نے ریڈ کراس میں شامل ہو کر بلجیم، رُوس اور فرانس میں کارہائے نمایاں انجام دیئے، اور اِن بے لوث خدمات کے صلے میں انھیں بے شمار اعزازات خصوصاً "مونز ربن" عطا ہُوا۔ پہاڑوں کی چڑھائی، پُر خطر مہم اور دیس دیس کی سیاحت اُن کے دلچسپ ترین مشغلے ہیں، اس لئے وہ دنیا کے تمام ممالک کا سفر کر چکی ہیں۔ ان کی ادبی زندگی کا آغاز ۱۹۱۳ء میں ہُوا اور امن قائم ہونے کے بعد انھوں نے سیاحت و تصنیف کو باقاعدہ اپنا شعار بنا لیا۔ ان کے ناولوں کو جو چیز دوسروں سے ممتاز کرتی ہے وہ ان کا اپنا مطالعہ، اپنا جائزہ اور اپنے افکار ہیں۔ انھوں نے چین، جاپان، عرب، مِصر، برما اور کتنے دُوسرے ملکوں کے ناول

لکھے ہیں۔ لیکن ہر ایک میں یہ اہتمام رکھا کہ کوئی ناول محض سُنی سنائی باتوں پر مبنی نہ ہو بلکہ جس جس ملک کا بھی اُنھوں نے ناول سوچا پہلے وہ خود وہاں جاکر کافی عرصے رہیں، وہاں کی معاشرت کو گہری نظر سے دیکھا اور وہاں کے عوائد رسمیہ کو اچھی طرح سمجھا۔ تب جاکر وہ ناول لکھا۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کا ہر ناول ایک نہایت خوش کُن رومان ہے۔ زندگی اور اس کے صحیح ماحول سے بعید قریب!

موصوفہ اردو ادب کے لئے اجنبی نہیں ہیں۔ اس سے پیشتر میں اُن کا ایک اور ناول "دوشیزۂ صحرا" پیش کرچکا ہوں جو ریگ زارِ عرب کے متعلق ہے۔ "اے عشق کہیں لے چل" موصوفہ کے بے انتہا ساحرانہ اور رنگین ناول (An Eastern Lover) کا ترجمہ ہے جسے انھوں نے اپنے ٹوکیو کے دورانِ قیام میں لکھا تھا۔ عشقِ شوریدہ سر اور حسن شرمسار کی یہ دلدوز کہانی اُس ملک کی ہے جسے "طلوعِ آفتاب کی سرزمین" کہا جاتا ہے۔ جہاں پہاڑی مندروں کی گھنٹیاں تباہی کی پیشین گوئی کرتی ہیں، اور جہاں ـــــ پھولوں کے موسم میں، حسن پر عشق مچلتا ہے۔

اس ترجمہ میں میں نے اس بات کا لحاظ رکھا ہے کہ مصنفہ کے نازک سے نازک خیال کو بھی، اسی شاعرانہ انداز میں نہایت برجستگی کے ساتھ اپنی زبان میں منتقل کردوں، جس سے یہ ناول عبارت ہے۔

صادق الخیری

اِبتدائیہ

مائرا کے نزدیک شادی کے لئے محبّت لازمی تھی۔اِسی لئے وہ جِم کیلنگ ہان سے جو ایک دَولت مند اور مشہور انجینیَر تھا، پہلے پہل شادی کرنے پر راضی نہیں ہُوئی، بلکہ اگر اُس کے باپ کا اصرار اور بہنوں کے تقاضے اُسے مجبور نہ کر دیتے تو وہ کبھی راضی نہیں ہوتی۔ چنانچہ اُس نے لکھ پتی نوجوان سے کہا "میں ایک شرط پر آپ کی درخواست قبول کر سکتی ہوں۔"

"آپ کی ہر شرط مجھے دل و جان سے منظور ہے"۔ جم ناکامی کے خوف سے فوراً بول اُٹھا

"آپ وعدہ کیجئے کہ ——" مائرا خلا میں دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ "شادی کے کم از کم چھ ماہ تک میرے جسم کو نہیں چھوئیں گے، اور نہ کبھی آپ میرے بستر کے قریب آئیں گے۔ بس اسی وعدے پر ہماری شادی کا دارومدار ہے کیونکہ میں فی الحال آپ کے بچّوں کی ماں نہیں بننا چاہتی"

جَم خاموشی سے سنتا رہا اور مائرا کہے چلی گئی "علاوہ ازیں مجھ میں اور آپ میں بڑا فرق ہے۔ میں غریب ہوں، آپ امیر۔ میں مٹی ہوں، آپ آہن۔ میں دُنیا کو ہمیشہ حسین دیکھنا چاہتی ہُوں اور آپ کی فطرت غیر شاعرانہ معلوم ہوتی ہے!"

جَم نے اُس کی شرط منظور کرلی اور اس وعدے کی بنیاد پر جب اُن دونوں کی شادی ہوگئی تو پہلی رات کو —— مائرا نے حجلۂ عروسی اندر سے مقفّل کرلیا۔

جاپان میں خوفناک زلزلہ آیا اور ایک بڑا شہر سیلاب کی نذر ہوگیا۔ آخر، ماہر فن انجینئر جم کیلگ ہان سے فوری امداد کی درخواست کی گئی۔

جم نے مائرا سے کہا "اگرچہ شادی ہوجانے کے باوجود میں ابھی تک کنوارا ہوں لیکن میں تمھیں دیکھے بغیر ایک دن نہیں رہ سکتا۔ اور جاپان جانا بھی ضروری ہے۔ بتاؤ تمھیں چھوڑ کر

میں کیسے چلا جاؤں؟"

ماترا کے تصورات میں مشرق کے خوبصورت جلوے سمانے لگے۔ اس نے سوچا، یہ بڑا اچھا موقع ہے۔ یوں نہ صرف میں اِس پُر سحر زمین کی سیاحت کرلوں گی بلکہ جم کو بھی سیلاب زدہ لوگوں کی خدمت کرنے کا موقع مل جائے گا۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ۔ ـــــ اس طرح میری دوشیزگی کا عرصہ بھی طویل ہوجائے گا۔ چنانچہ اُس نے جم کیلگ ہان کے ساتھ جاپان جانا منظور کرلیا۔

جمؔ کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اس نے اپنی دوشیزہ دلہن کے قریب تر آکر کہا " ہم پہلے کیوٹو جائیں گے جو خطرے سے باہر ہے۔ اور ہاں، تمھیں بہترین پوشاکوں کا انتظام کرلینا چاہیے۔"

حصّہ اوّل

پہلا باب

مندر کی گھنٹیاں
تباہی کی پیشین گوئی کر رہی ہیں اور قسمت
اُن کی تردید نہیں کر سکتی۔

جاپانی نغمۂ اُلفت

"اُٹھو گے نہیں جم؟" مائرآ نے کیلگ ہان کو جگاتے ہُوئے کہا "دریچہ میں سے جھانک کر تو دیکھو۔"

جاپان آنے کے بعد وہ پہلی دفعہ اپنے شوہر کے سونے کے کمرے میں آئی تھی ـــــ کیلگ ہان نے گھبرا کر رضائی مُنہ پر سے ہٹائی۔

"کیا زلزلہ آ گیا؟"

"نہیں جم" وہ مسکرا کر بولی۔ "دیکھو نا! پھولوں کا موسم کتنا دلفریب ہے۔ پہاڑی کی ڈھلان پر آلوچے کا درخت کس قدر حسین معلوم ہو رہا ہے سنہرے بادلوں کے نیچے سُرخ و سبز کا امتزاج پریوں کے پُرفسوں محل کا سا منظر پیش کر رہا ہے۔"

جاپان میں پھولوں کا مُوسم بڑا کیف پرور ہوتا ہے۔ مائرآ پھولوں کی

رُومانی فضا سے مسحور ہو کر دریچے میں سے بیرونی مناظر کو دیکھنے میں محو ہو گئی۔

"واہ!" کیلنگ ہان نے مخملیں تکیوں میں اپنا سر چھپاتے ہُوئے کہا۔"میں سمجھا کہ بھونچال آ رہا ہے"۔

وہ چاہتا تھا کہ اپنی دُلہن کو پھُول کی طرح اپنی آغوش میں لے لے۔ لیکن اِس سے اُس کے ناراض ہو جانے کا اندیشہ تھا، کیونکہ اس وقت وہ پہلی بار خود بخود اُس کے کمرے میں آئی تھی۔

اُس کی شریکِ حیات ——— ناکتخدا! اس کی رفیقہ ——— اجنبی یہ اسکی بیوی تھی!

اُس کی کشمکش جاری رہی۔ اُسے اپنا عہد یاد آ رہا تھا۔

وہ مُسکرائی اور دریچے سے لگ کر بیٹھ گئی۔ "یار ماؤنتھ ابھی تک چاء نہیں لایا ؟"

"اُس کا صحیح نام یارا مارا ہے میڈونا!" جم نے جاپانی تلفظ کو درست کرتے ہوئے کہا، اور اُٹھ کر اُس کے پاس چلا گیا۔ میڈونا وہاں سے ہٹ گئی۔

پہاڑی کے مندر کی گھنٹیاں بج رہی تھیں۔ اُن کی جگر پاش صدائیں دلوں سے ٹکرا رہی تھیں۔ گھنٹیوں کی آوازیں گونجتی رہیں، یہاں تک کہ آخری گونج سنہری دُھند میں تحلیل ہو گئی۔

"سنو!" وہ آہستہ سے بولی "مندر کی گھنٹیاں! ——— "ان کی پیشینگوئی غلط نہیں ہو سکتی" جب کبھی میں یہ پڑھتی ہوں، مجھے موت کا خیال آ جاتا ہے۔

اس نے کانوں میں انگلیاں دیتے ہُوئے کہا۔ "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسے شخص پر ماتم کناں ہیں جو عالمِ جانکنی میں ہو، یہ قلب کو پارہ پارہ کیے دیتی ہیں۔ جب اُن کی گُونج ختم ہو جائے تو مجھ سے کہہ دینا۔"

"ختم ہو گئی۔" جَم نے اسکی انگلیاں کانوں میں سے نکالتے ہُوئے کہا۔

"زلزلہ! گھنٹیاں! جاپان!"

میڈونا کانپ گئی۔ "میں جاپان سے ہمیشہ خائف رہی ہُوں۔"

"خائف!" جَم نے اُس کی طرف دیکھتے ہُوئے کہا۔ "تم تو مشرق کی سیاحت کرنے نکلی تھیں۔"

"ہاں ہاں۔" میڈونا ٹہلتے ہُوئے بولی۔ "لیکن جاپان سے مجھے ڈر لگتا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ بیس پچیس سال گزرے میری خالہ اور اُس کے شیر خوار بچے کا، جو میرا خالہ زاد بھائی ہُوا ——— مائی نوشینا میں انتقال ہو گیا تھا۔ وہ دونوں یہیں کہیں دفن ہوں گے۔ تمام ہوٹل زلزلے کی نذر ہو گیا تھا اور وہ روحیں ہم سے بچھڑ گئیں۔ وہ بھائی تو اب کوئی پچیس سال کا ہوتا۔"

پھر اُس نے حُزنیہ فضا کو ہنسی کے ساتھ دُور کرتے ہُوئے کہا:

"پھُولوں کے مَوسم کا استقبال کسِی المناک یاد سے نہیں کرنا چاہیئے، اور چونکہ یہ واقعہ میری پیدائش سے پیشتر کا ہے اِس لیے اِس کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہو گا۔" وہ کچھ یاد کر کے بولی۔ "تم یہ کتاب کیا لکھ رہے ہو؟"

"یہ ایک فنی کتاب ہے۔" وہ ہنستے ہُوئے کہنے لگا۔ "جب تعمیر اور منصُوبوں کے لیے جگہ جگہ جانا پڑتا ہے تو کاغذی لالٹینیں، بانس کے درخت اور یہاں

کے ڈھیلے ڈھالے کپڑے ذہن پر نقش ہو جاتے ہیں، اور میں اِن تاثرات کو الفاظ میں ظاہر کر دیتا ہُوں، لیکن میری خواہش ہے کہ یہ الفاظ مصوری کا پیکر بن جائیں۔"

تم قریب آگیا، لیکن وہ پیچھے ہٹ گئی اور اُس وقت جب کہ اُن دونوں کی نظریں آپس میں مل رہی تھیں رحم کی دیوی "کون نون" نے اُن کو جھک کر دیکھا اور اُس کی رحم دل آنکھوں میں تین ہستیوں کے رنج و الم، راحت و آرام اور ایثار و محبّت کے آنسو جھلک آئے۔ یہ وہ ہستیاں تھیں جن کو تقدیر کے دیوتا نے باہم ہمیشہ کے لیے جکڑ دیا تھا۔ سامنے چند پھُول کھِلے اور کھِل کر مرجھا گئے۔

"مجھ سے ضبط نہیں ہوتا" وہ اُسے گھُورتے ہُوئے بولا۔

"لیکن تم عہد کر چکے ہو" اُس نے نیچی نظریں کرتے ہوئے کہا

کیلگ ہان کے جذبات میں ہیجان برپا ہو گیا اور اُس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ میڈونا نے اُس کی اضطراری حالت کو پرسکُون کرنے کی کوشش کرتے ہُوئے باتوں کا رُخ بدل دیا۔ "میں کوبے نہیں جاؤں گی اور نہ مجھے ہاں موتوماچی کی دکان سے سلک خریدنے کا شوق ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ "ہیگاشی ہونوا ان جی" کے مندر کی زیارت کر آؤں"۔

"جو تم بہتر سمجھو" وہ اُس کی ہر خواہش پوری کرنی چاہتا تھا۔

"پھُولوں کا موسم۔ حسن۔ محبت" اُسے جاپانیوں کے رنگین عقیدے کا خیال آگیا۔ اور وہ دروازے میں سے جاتی ہوئی بولی۔"آج رات کو رقص میں چلو گے؟"

"جہاں جاپانی رقاصائیں مردوں کی دل بستگی کے لئے تیتریوں کی طرح ناچتی ہیں؟" اُس نے اُس کے معصوم چہرے کو دیکھتے ہُوئے کہا۔

پھر اچانک اُسے کوئی بات یاد آگئی اور وہ اُس سے مخاطب ہُوا "ہاں یہ بتانا تو بھُول ہی گیا کہ میں اپنی کتاب کو مصوّر کرانا چاہتا ہُوں اور اُس کے لیے مجھے ایک مصوّرہ کی ضرورت ہے۔"

وہ تنک کر بولی "لیکن میں نہیں چاہتی کہ کوئی شخص ہر وقت ہمارے سر پر سوار رہے۔"

"نہیں، ہر وقت کیوں رہنے لگا" اُس نے جواب دیا۔ "تھوڑی ہی سی تصویریں تو بنانی ہیں۔ تھوڑے سے درخت، ایک آدھ خوشہ، چند عورتیں، وغیرہ وغیرہ۔ کیا ہی اچھا ہو اس کے لئے مجھے اُس جیسا مصور مِل جائے۔ کیا نام تھا اُس مصوّر کا؟"

"کیا فوسانوریکا، کو بلانے کا ارادہ ہے؟" وہ مُسکرا کر بولی۔ "جو جاپان میں "اوتامورو ثانی" کہلاتا ہے۔"

کیلِنگ ہان ہنس دیا۔ لیکن رحم کی دیوی کے ہاتھوں پر آنسو گر پڑے۔

"یہ بہتر ہو گا کہ اخبار میں مصوّر کے لیے اشتہار دے دیں۔ تم نے خوب کہا۔ فوسانوریکا جاپان کا سب سے بڑا مصوّر ہے۔ وہ بھلا میرے پاس کیوں آنے لگا۔"

"میں اب جا رہی ہُوں۔" اُس نے دروازہ بند کرتے ہُوئے کہا "تم تھوڑی دیر کے لیے میرے کمرے میں آ سکتے ہو۔"

وہ اپنے عہد کا پاس کرنا چاہتا تھا — لیکن اگر وہ اُس وقت اُس کے کمرے میں چلا جاتا تو میڈونا کی زندگی یکسر بدل جاتی۔

پہاڑی پر مندر کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔ میڈونا نے کیلگ ہان کا انتظار کیا مگر وہ اُس کے پاس جانے کی بجائے نہانے چلا گیا۔

دُوسرا باب

دو آشنائیں بھی ایک دُوسرے کو اس لیے چھُوتی ہیں
کہ کسی پہلی زندگی میں اُن کا آپس میں تعلق رہ چکا ہے۔

بدھی ضرب المثل

مندر کی پہلی اور وسیع سیڑھی پر بیٹھ کر اُس نے اپنی جوتیاں اُتاریں اور ساٹن کے مَوزے پہن کر دوہری چھت کے عالی شان دروازے میں داخل ہوئی۔ سامنے کنول سے مشابہہ پیتل کا ایک فوارّہ تھا جس کی پتیوں پر پانی کے پھسلتے ہُوئے قطرے آنسوؤں کی طرح چمک رہے تھے۔ تمام مرد اور عورتیں بدھی مندر کے اس نئے جاتری کی طرف متوجہ ہو گئے اور جب وہ اُن کو دیکھ کر مسکرائی تو انھوں نے بھی اُس کی تعظیم کی۔ مندر کی فضا روحانیت سے لبریز تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی نادیدہ رُوح پرستش پر مجبور کر رہی ہے۔ جاپانی گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور اُنھوں نے اپنے سروں کو فرش پر جھکا دیا۔ پھر انھوں نے اپنے ہاتھوں کو اس طرح جوڑا کہ پتلی پتلی شمعی انگلیاں ایک دُوسرے کی گرفت میں آگئیں اور پرستش گاہ اُن کی دعاؤں سے جو

نیچی آوازیں بار بار دہرائی جا رہی تھیں، عجیب و غریب اثرات کے ساتھ گونجنے لگی۔ میڈونا کی نظریں پیتل کے کنول پر جمی ہوئی تھیں جس کے متعلق اُس نے پڑھا اور سُنا تھا، کہ بعض اوقات وہاں سے محبّت کی رُوح تخلیق ہوتی ہے۔

اُس نے دل میں کہا "محبّت کی پرورش رنج و ایثار سے ہوتی ہے۔ اُسے سنہری پنجرے یا بیش بہا زنجیروں میں کون جکڑ سکتا ہے؟ محبّت کی فطرت نازک ہے، مگر نہایت مستحکم اور شاید محیّر کُن بھی!"

قریب ہی دو عورتوں نے سر جوڑ کر باتیں شروع کر دیں۔ اُن کے سُرخ لب اور گلابی رُخسار آبِ شباب سے چھلک رہے تھے، اور اُن کے گندھے ہُوئے سیاہ بال اُوپر کی طرف اُٹھے اور کنگھے سے جمے ہُوئے تھے، جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ناکتخدا ہیں۔

"یہ غیر ملکی عورت بھی پوجا کر رہی ہے؟" اوتا کی نے کان میں کہا "اُس کے لب جنبش کر رہے ہیں۔ تم نے دیکھا او آ ئین؟ کہیں وہ بدھ مت کا مطالعہ تو نہیں کر رہی۔ اور دیکھنا" اُس نے لمبی آستین میں چھپی ہُوئی انگلی سے ایک شخص کی طرف اشارہ کر کے کہا "وہ اُس کی تصویر کھینچ رہا ہے۔ ذرا میری طرف جُھک کر اُس کا کمال تو دیکھو۔ وہ اُس کی طرف دیکھ رہا ہے اور اُس کی آنکھیں اُس روشنی کی طرح چمک رہی ہیں جو کاغذی دریچے کے سوراخوں میں سے آ رہی ہو"

می نی۔ شی می رو
کا زے۔ با۔

شوجی - نی

یوبی - نو - آتو

(اے جسم کے پار ہونے والی ہوا! تو اُن سوراخوں کی مرہونِ منّت ہے جن کو معصوم اُنگلیوں نے بنایا تھا)

اوآتین نے اُس کے جواب میں کہا:

"لیکن وہ اُسے نہیں دیکھ رہی"

اوتاکی بولی "اور چونکہ وہ نووارد ہے اس لیے اسے نہیں معلوم کہ روحِ محبّت کی تخلیق اُس کنول میں سے ہوتی ہے جسے وہ تصویر کے ایک گوشے میں بنا دے"

"سرد اور سفید ہونے کی وجہ سے شاید اس کو علم نہیں کہ قلب جوہر حیات ہے" اوآتین نے جواب دیا۔ "شاید مصوّر ایک مکمل کنول بنانا چاہتا ہے، جس کے قرب میں وہ سُرخ ککروندے کی سبز شاخ منقش کر دے گا۔"

اوتاکی نے مصوّر کو دیکھتے ہوئے دبی آواز میں کہا:

شکش ما - نو -

یاماتو — گوکورو - وہ

ہیتو - نووابا

آسا - ہی - نی - نی او

یاما - ذاکورا - بانا

(اگر کوئی تم سے سچّے جاپانی کے دل کے متعلق کچھ پوچھے تو

صحرا کی دھوپ میں اُگنے والے گلِ رعنا کو دکھا دو۔

مصوّر نے مائرا کیلگ ہان کو خواب آلود نگاہوں سے دیکھا اور بُرش کی چند جنبشوں سے ایک کاغذ پر اُس کی تصویر کھینچ دی۔

اوتا کی نے تصویر کو غور سے دیکھ کر کہا۔

"دیکھو! جھیل کی سطح پہ کِھلا ہُوا کنول تیر رہا ہے اور ایک سیمیں بگلا جس کا رنگ اس عورت کے لباس کا سا ہے، اُس کے اوپر اُس طرح محوِ پرواز ہے کہ اُس کے سینے سے دودِ عنبر کی مانند ایک پر ٹوٹ کر کنول کے سنہری قلب پر گر رہا ہے۔ کنول کا سنہری قلب۔ او آئین! جس میں سے روحِ محبت کی تخلیق ہوتی ہے۔"

او آئین نے چپکے سے دوہرایا۔ "روحِ محبت۔"

مصوّر نے میڈونا کو اپنی حسین وجمیل تصویر میں ایک 'پر' سے تشبیہ دی تھی جو کنول کے زرد حصّے پر اس طرح گر رہا تھا کہ محبت کے قلب میں پیوست ہو جاتے۔ اس نے پیکرِ جمال کے آگے سر خم کر دیا اور ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگی۔

"اے معبود! یہ محبت جو دفعتہً بیدار ہو چکی ہے، اگر غروبِ آفتاب کی جھلملیوں کی مانند ہو تو مجھے دے دے۔

پروردگار! یہ محبت اگر پھول کی پنکھڑی اور رخسارِ ارض کے اتصال کی طرح خاموش ہو تو، مجھے عطا فرما۔

اے کونون! یہ محبت اگر دودِ عنبر کی مانند سریع الاثر ہو تو

میری ملکیت کر دے۔"

لیکن مائترا، جس کی محبت کے لیے اُس نے التجا کی تھی، گردو پیش سے نا آشنا، متعجب و متحیر کھڑی تھی۔ اس نے دل میں کہا: "یہ بدھ مذہب کس قدر محیر کُن ہے۔ یہ لوگ اپنی خودی کو کچل کر تمام سونا اور پھول مندر کی نذر کر دیتے ہیں۔ معبود! مجھے محبت عطا فرما" یکبارگی اس کا دل آپ ہی آپ مائل عبودیت ہو گیا اور اس کے دل سے صدا آنے لگی:

"مجھے محبت دے، مسرت دے اور رنج بھی — اگر یہ محبت کے لئے ضروری ہے! کاش میری محبت کھلے ہوتے پھول کی مانند ہو۔ بار آور ہو" — لیکن جاپان کے پھولوں میں پھل نہیں آتے۔

اُس نے اپنا سر اوپر اٹھایا۔ کنول — محبت کا مولد — آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا۔

وہ دروازے کی طرف چلی، مگر نہ جانے اُس نے مندر کو پھر مُڑ کر کیوں دیکھا۔ ایک جاپانی اُسے خوابناک نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

وہ سیڑھیوں سے اُتر کر اپنی شاندار موٹر میں بیٹھ گئی اور جب موٹر چلنے لگی تو اوآیتن نے کہا:

"اِس موٹر کی سج دھج تو دیکھو۔ یہ عورت بے حد دولت مند معلوم ہوتی ہے۔"

اونا کی نے مصوّر کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"اور یہ شخص بھی تو بے حد مالدار ہے۔ اِس کے قیمتی لباس کو دیکھا!"

ماتراگھر سے شوہر کو لے کر سیر و تفریح کے لئے روانہ ہو گئی اور جم اُس کے قرب میں بیٹھ کر بے حد مسرت محسُوس کرنے لگا۔ اس اثنا میں ایک نہایت خوش نما اور سبک رفتار موٹر اُن کے پاس سے نکلی۔ "بعض جاپانیوں کے پاس بڑی عجیب و غریب موٹریں ہیں" جم نے کہا۔ "نہ جانے یہ کس کی ملکیّت ہے؟ ہاں۔ وہ ایک مصوّر کے لیے بھی تو میں نے اشتہار دیا تھا، مگر مجھے امید نہیں کہ کوئی آئے گا"

سڑک کے دونوں طرف لالٹینیں روشن ہو چکی تھیں۔

کرنگ کرنیگ۔ کرنگ کرنیگ

موٹر سے اترتے ہوتے مصوّر کی لکڑی کی جوتیوں سے آواز پیدا ہُوئی۔ اُس کے بُشرے میں دفعتاً جاگی ہُوئی محبّت کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ وہ جاپان کا سب سے بڑا مصوّر تھا —— فوسانوریکا! جس کے معنی ہیں "مرغزار پھولوں سے لہلہا رہے ہیں"

تیسرا باب

اپنی شاہراہ پر گامزن رہ
تیز گام اور منہمک
تیرا ہر آگے بڑھتا ہوا قدم
تجھے محبوب سے قریب تر کر دے گا۔

جاپانی نغمۂ الفت

"جم! ان کاغذی قندیلوں کو تو دیکھو۔ یہ آرٹ کے بہترین نمونے ہیں"۔ ماترا نے کیوٹو کی، جو کبھی جاپان کا پایۂ تخت تھا، تنگ گلی میں ایک قمقموں سے آراستہ دکان کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "اور خصوصاً اس سُرخ قندیل کا تو جواب ہی نہیں، جس پر دو خرگوشوں کی تصویر ہے"۔ وہ اچانک ایک طرف دیکھ کر بولی "لاحول ولا..... وہ تمہارا دوست اور اُس کی بیوی بھی اِدھر آرہے ہیں۔ مجھے جین کی باتوں سے سخت نفرت ہے"۔

"آہا!" جم نے بڑھ کر کاؤنٹ اور اُس کی بیوی سے ہاتھ

ملابا۔ "آپ بالکل وقت پر آئے"۔

مائرا زچ ہو گئی اور جم کے کان میں کہنے لگی "تھیٹر تو چل رہے ہو مگر جینی کی وجہ سے میرا لطف کِر کرا ہو جائے گا"۔

"نہیں۔ کل تو بچارے دونوں چلے ہی جائیں گے"۔ جم نے جواب دیا۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں مسز کیلاگ ہان؟" کاؤنٹس ونسو کی، لغو گوئی پر اُتر آئی۔ "دیکھیے ایسا نہ ہو کہ آپ کے شوہر کے ساتھ میرا شوہر بھی عورتوں کا شائق ہو جائے"۔

مائرا نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا، اور ایک خوبصورت قندیل کے سُرخ خرگوشوں پر اپنی پتلی انگلیاں پھیرتے ہوئے اپنے شوہر سے کہا: "مجھے یہ پسند ہے"۔

فوسا نوریکا درختوں میں چھپا ہُوا اُسے دیکھ کر مسکرانے لگا۔ جینی ونسو کی پوری آواز سے بولی "مسز کیلاگ ہان، اگر تم لو گی تو میں بھی ضرور لوں گی"۔

قندیلیں معمولی قیمت کی تھیں اور جم اپنی بیوی کے لیے صرف بیش قیمت چیزیں خریدنی چاہتا تھا۔ اس لیے وہ قندیل خریدے بغیر تھیٹر چلی گئی۔

فوسا نوریکا کے دکان میں داخل ہوتے ہی قندیل فروش تعظیماً جُھک گیا تو اُس نے کہا "ازراہِ کرم یہ قندیل مجھے دے دیجیے جس پر

سبزۂ خوابیدہ میں بیٹھے ہوئے خرگوشوں کی تصویریں ہیں۔"

قندیل فروش اُس کے لباس اور صورت کو دیکھ کر لجاجت سے بولا "یہ آپ کے لائق نہیں ہے۔ یہ برابر والی پسند کر لیجیے جو اس سے کہیں بہتر ہے۔ زیادہ سبز، کتنی شاخیں، بہت سے پہلو اور زیادہ دیر تک جلنے والی شمع! اس کی قیمت صرف پچھتر سین ہے۔"

"نہیں، مجھے تو یہی چاہیے"۔ فوسانوریکا نے اُسی قندیل کی طرف اشارہ کر کے کہا جس پر میڈونا نے اپنی انگلیاں پھیری تھیں۔ "میں ہر خرگوش کے عوض سین کے بجائے ین دوں گا"۔ وہ اپنی لمبی آستینوں میں کچھ تلاش کرتے ہوئے بولا "اوہو میرا بٹوہ کہیں گر گیا"۔

اُس نے اپنی بائیں آستین میں سے رنگوں کا ایک چھوٹا سا بکس نکال کر ایک سادی قندیل پر کچھ نقوش بناتے اور اُس کے نیچے جاپانی رسم الخط میں اپنے دستخط کر کے دکان دار کو پیش کرتے ہوئے کہا "یہ حاضر ہے"۔

قندیل فروش متعجب رہ گیا اور دستخط پہچان کر تین دفعہ کورنش بجا لایا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کہنے لگا۔ "جاپان کا سب سے بڑا اور شہرۂ آفاق مصوّر! فوسانوریکا سان! جو مرغزاروں کو پھولوں سے لبریز کر دیتا ہے۔ اور پرندوں اور درختوں کی تصویروں میں معنی پنہاں کر دیتا ہے" اور بار بار سر جھکا کر عاجزی سے بولا "استادِ زماں! ان ادنیٰ خرگوشوں کے عوض آپ مجھے مصوّری کے نادر نمونے عطا فرما رہے ہیں"۔

وہ دونوں تعظیماً سرنگوں ہو گئے۔

پھر قندیل فروش نے پھولوں سے لدی ہوئی ایک شاخ پیش کرتے ہوئے کہا "ازراہِ بندہ پروری یہ حقیر تحفہ میری جانب سے قبول فرمائیے۔"

مصوّر نے تحفہ قبول کر لیا اور کہا "کیا آپ مجھے تماشے کے ٹکٹ کے لئے کچھ رقم دے سکتے ہیں؟" اور جب قندیل فروش نے پانچ ین کا نوٹ اُسے پیش کیا تو وہ تعظیماً گردن جھکا کر رخصت ہو گیا۔

"سایونارا"

خدا حافظ

خوابوں میں کھویا ہوا فوسانوریکا، تماشہ گاہ کی طرف چل دیا۔

ماٹرا کو وہاں بیٹھے ہوتے دیکھ کر وہ ایک طرف کھڑا ہو گیا "اس عدیم المثال پرندے کے سیمیں اور نازک بازو نہ جانے امارت کے بوجھ سے کیوں دب رہے ہیں" وہ دل ہی دل میں کہنے لگا۔ "سونے سے مرعوب ہو کر وہ فطرتِ انسانی کے سیاہ بادلوں سے گھِرا ہوا ہے، جب کہ سرسبز و شاداب درخت اور حسین و جمیل پھول اُس کے استقبال کے لئے آگے بڑھ رہے ہیں۔"

اُس نے فیصلہ کیا کہ معمولی درجہ میں بیٹھ کر ہیں اُسے آزادی کے ساتھ دیکھ سکوں گا اور یکایک اُس نے قندیل پر بنے ہوتے خرگوشوں کو، جن سے ماٹرا کی انگلیاں مس ہوئی تھیں، محبّت سے بے قابو ہو کر چوم لیا۔ پھر اُس نے موم بتی بجھا کر قندیل تہہ کی اور اُسے اپنی ہاؤری کی جیب میں

رکھ لیا۔

اسٹیج کی دونوں جانب ایک ایک درجن شوخ و چنچل رقاصائیں سیاہ کپڑے پہنے تماشائیوں کے آگے سرنگوں ہوئیں اور چند لمحات بعد اُن کا رقص شروع ہو گیا۔

کاؤنٹ بول اُٹھا "کیسی حسینوں کا جمگھٹا ہے۔"

"ہاں بہت خوبصورت معلوم ہوتی ہیں" جم نے تائید کی اور جین کی طرح مائرا کی پیشانی پر بھی بل پڑ گئے۔

"ہمارے مردوں اور ان رقاصاؤں کی داستانیں کس قدر مشہور ہیں،" جین جل کر کہنے لگی۔" ان کو رقص نہیں دیکھنا چاہیئے۔"

"ہش!" مائرا آہستہ سے بولی" جاپان میں ہر شخص انگریزی جانتا ہے۔ ایسی بات نہ کہو۔"

رقاصائیں ہنس ہنس کر ناچ اور گا رہی تھیں۔ اُن کے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں پنکھیاں اور "سمیس سن" بہت بھلے معلوم ہوتے تھے۔

"دائیں طرف سے تیسری رقاصہ بیحد خوبصورت ہے۔ کیوں میڈونا؟" کیلگ ہان نے اپنی بیوی کے کان میں کہا۔" اس کی آنکھیں بھی بہت بڑی ہیں اور ٹھوڑی بھی سب سے بہتر ہے۔"

بیوی کو دوسری عورت کے حسن کی تعریف ناگوار گذرتی ہے۔ اس نے اُس کی بات سُنی ان سنی ایک کر دی اور لاپرواہی سے اُن لوگوں کو دیکھنے لگی جو معمولی درجے میں اُس کے آگے تماشہ دیکھ رہے تھے۔

تمام لوگ تماشہ دیکھنے میں محو تھے۔ مگر ـــــ ایک شخص ؟ اس کا منہ اسٹیج کی طرف نہ تھا بلکہ وہ اُسے دیکھ رہا تھا۔ غور سے، انہماک سے! وہ محجوب ہو کر کرسی پر پیچھے ہٹ گئی۔ ایک شخص نے اُسے دوپہر کو مندر میں بھی دیکھا تھا!

عورتیں اور مرد اُسے دیکھا ہی کرتے تھے، کیونکہ وہ غیر ملکی تھی اور مغربی کپڑے پہنتی تھی مگر اُسے تھیٹر میں ایک مرد کا گھورنا بہت زیادہ محسوس ہُوا۔ رقاصائیں اپنا کمال دکھا رہی تھیں۔ اُن کے اندر مُڑے ہُوئے پنجے اور ایڑی کی ضرب قابلِ دید تھی مگر مائرا کا دل اب اس میں نہیں لگ رہا تھا۔ اُس نے ایک دفعہ پھر اُس شخص کی طرف دیکھا۔ اُس کی نگاہ اُس پر جمی ہُوئی تھی۔

وہ گھبرائی اور گھبرا کر کاؤنٹس سے کہنے لگی "تماشہ بہت دیر میں ختم ہو گا اور مجھے اِس میں دلچسپی نہیں رہی۔ میں جا رہی ہُوں۔ تم چاہو تو میرے ساتھ چلی چلو۔ یہ دونوں تمھاری موٹر میں آ جائیں گے۔"

"ہاں میرا دل بھی نہیں لگ رہا" جینؔ کھڑے ہوتی ہوئی بولی۔ "چلو۔ مگر مسز کیلاگ ہان میری ایک بات یاد رکھنا۔ رقاصاؤں کی موجودگی میں مرد محتاط نہیں رہتے۔ جاپان اخلاق کا کنواں ہے۔"

"کیوں میڈونا؟" جم شوخ طالب علم کی طرح ہنستا ہُوا بولا۔ "ہم ان رقاصاؤں کو چائے پر کیوں نہ بلالیں۔ میں وقت کا تعین کر لوں؟"

مائرا بغیر جواب دیئے جین کے ساتھ تھیٹر سے چلی گئی۔

"دیکھنا!" جین نے موٹر کے چلتے ہی مائرا سے کہا۔ "رقاصائیں مردوں کے لیے ایسی ہیں جیسے چوہوں کے لیے پنیر۔ تم دیکھ لینا مسٹر کیلگ ہاں کسی روز ٹوکیو تنہا جانے کے لئے کوئی نہ کوئی بہانہ ضرور تراشیں گے، کیونکہ وہاں حسن فروش عورتیں کثرت سے ہیں۔"

مائرا کی آنکھوں میں سنجیدگی آگئی۔

رات جا چکی تھی۔ جم، مائرا کو شب بخیر کہنے اُس کے کمرے میں آیا۔ لیکن شوہر ہونے کے باوجود اُسے اُس سے ہم آغوش ہونے کی اجازت نہیں تھی، اور جنسیاتی شکست سے وہ اکثر بے چین ہو جایا کرتا تھا۔

"میڈونا!" ۔ وہ کہہ کر رُک گیا۔ اُس کی نظریں اُس کے بیش بہا لباس پر جم گئیں جو سلمہ ستارے کے کام سے مزّین تھا، اور جس کے بالائی حصّے پر سپید سمور ٹکی ہوئی تھی۔

"کیا ہے؟" اُس نے بے پرواہی سے کہکر بات پلٹ دی۔ "جم! اگر مہمان کے آتے ہی تو تم یہاں سے نہیں چلے جاؤ گے؟ میں کسی جاپانی مکان میں رہنا چاہتی ہوں، جس کے کاغذی دروازے اور دیواریں ایک جگہ سے دوسری جگہ سرک سکتی ہوں اور اُن نرم چٹائیوں پر بھی مجھے سونے کا بیحد شوق ہے۔ جنھیں فاؤتون کہتے ہیں۔"

وہ دفعتاً اُس کی طرف مائل ہوا اور کلائی پکڑ کر اس نے اُسے اپنے قبضے میں کر لیا۔ اُس کی محبت میں بھی آثارِ حیات پیدا ہونے لگے۔

"جو تم چاہو گی وہی ہو گا میڈونا۔" جم اپنے تیز سانس کو آواز سے

ہلکا کرتے ہُوتے بولا " میں تمھاری ہر خواہش پُوری کرنی چاہتا ہُوں۔ اے شمع حیات! جاپانیوں کا خیال ہے کہ پھولوں کے موسم میں محبّت اور حسن پہلو بہ پہلو ہوتے ہیں "

وہ اس کے بازوؤں سے نکل کر ذرا دُور کھڑی ہو گئی۔ " جم! وہ دھڑکتے ہُوتے سینے پر ہاتھ رکھ کر بولی " میرے نزدیک " محبت " حُسن ہے۔ پھُول، خوشبو! نزاکت! لطافت! رنگینی! رعنائی! "

" تم نہیں سمجھتیں میڈونا! " وہ اُس کی طرف بڑھتے ہُوتے کہنے لگا " مجھے تم سے کس قدر محبت ہے "

" اوہ! " اُس نے نیچی آواز میں کہا " جم! تمھاری محبّت میری محبّت سے مختلف ہے "

" محبّت مختلف کیسی ہوتی ہے؟ " وہ اُسے اپنے سینے سے چمٹا کر بولا " میڈونا! میں کب تک تڑپتا رہوں؟ "

" میری رائے میں تمھاری محبّت ایک قسم کی.... " وہ رُک رُک کر بولی " جسمانی خواہش ہے.... لیکن چونکہ ہم کو یک جا زندگی بسر کرنی ہے.... ! "

" اس لیے " کیگ ہان بول اُٹھا " مجھے چاہیے کہ میں تمھارے آرزو کے مندر میں تمھیں " مجسمہ عصمت " ہی رہنے دُوں۔ تا وقتیکہ تم دُوسری عفت مآب عورتوں کی طرح محبّت کی بھُوک سے بلبلا اُٹھو، اور یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاؤ کہ تمھیں بھی محبت کی ضرورت ہے اور تمھیں

بھی ایک ہمدم اور اَولاد کی آرزو ہے۔ اچھا تو سُنو! ....." وہ رُک گیا، اور مائرا دروازے پر دستک سُن کر کھڑی ہو گئی۔

"آپ کے نام یہ پیغام آیا ہے۔ کیلگ ہان سان"، جاپانی ملازم نے لفافہ اُس کے ہاتھ میں دیتے ہُوئے کہا۔

جم خط پڑھنے کے بعد بھی کسی خیال میں غرق ہو گیا۔

مائرا اِس استغراق پر رائے زنی کرنے لگی۔ وہ کیا سوچ رہا ہے، کچھ اپنے پیشے کے متعلق؟ اُس رقاصہ کے متعلق؟

"کیا ہے جم؟" اُس نے تنگ آکر پوچھا۔

"کچھ نہیں ــــ مجھے ٹوکیو بلایا ہے۔"

"ٹوکیو؟"

"ہاں مجھے فوراً کوبے پہنچ جانا چاہیئے۔ میں یارماؤتھ کو ہمراہ لیکر تھوڑی دیر بعد چلا جاؤں گا۔ وہاں ایک زبردست زلزلہ پھر آیا ہے، اور ممکن ہے ہارڈ ڈیل کی آبی تجویز پر مجھے فوراً عمل پیرا ہونا پڑے۔ چونکہ وہ زیادہ عرصے تک وہاں قیام نہیں کر سکتا اِس لیے اُس کی جگہ مجھے ہی کام کرنا پڑے گا۔ تم اگر چاہتی ہو تو یہیں رہو۔ اور جب میری ضرورت ہو تو تار دے دینا۔ میں فوراً آجاؤں گا۔"

"اچھا۔!" وہ اُس کے لبوں پر خود ہی اپنا رخسار رکھ کر بولی۔ "تمہاری عدم موجودگی میں میں کسی جاپانی طرز کے مکان میں چلی جاؤنگی، اور ہاں تمہاری اس کتاب کا کیا ہوگا، تم نے ایک مصوّر کے لئے اشتہار جو

دیا تھا۔؟"

"ہاں!" اُس نے محبت سے کہا "کیا تم میری خاطر اُسے مصوّر کرالوگی؟ ممکن ہے کوئی مصور آجائے۔"

"ہاں ہاں۔" وہ اُس کی گردن میں ہاتھ حمائل کرتے ہُوئے بولی "اس سے میرا وقت بھی اچھا کٹ جائے گا۔ تم اکیلے جا رہے ہو۔ شاید تمھاری واپسی پر تمھارے "بُتِ عصمت" میں زندگی پیدا ہو جائے گی۔"

اُس نے ہنس کر کہا "تم جس طرح چاہو! میں دخل نہیں دونگا۔ تمھاری خوشی میں میری خوشی ہے ... کیوں میڈونا ___ مجھے تم پر پورا اختیار کب ہوگا؟"

عصمت مآب دوشیزہ کے سُرخ لبوں پر اُس نے مُہرِ محبّت ثبت کر دی اور رخصت ہو کر دروازے سے باہر نکلا، رُکا اور پھر واپس ہُوا۔

"یونہی رہو میڈونا" وہ اُسے سر سے پیر تک دیکھتا ہوا بولا۔ "میں چاہتا ہوں کہ تم میری آنکھوں اور دل میں اسی طرح سما جاؤ۔ میں جا رہا ہوں مگر تمنا ہے کہ تمھیں دوبارہ دیکھنے کے لیے زندہ رہوں۔ تمھارا یہ حسین سراپا میرے سطحِ قلب پر ہمیشہ مرتسم رہے گا۔"

اُس نے اُس کو اپنے سینے سے چمٹا کر خُوب بھینچا اور پیشانی، رخساروں، آنکھوں اور لبوں کو چُوما اور بالآخر رخصت ہو گیا اور رحم کی دیوی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

چوتھا باب

اے لوگو ہر قسم کے سرقے سے پرہیز کرو
اور اُس چیز پر نگاہ نہ ڈالو جو دوسروں کی مِلک ہے۔

بدھی مقولہ

بارش کتنی دن سے ہو رہی تھی اور مائرا کتاب ہاتھ میں لئے بڑشگالی کیفیت سے کش مکش میں مصروف تھی۔ وہ اپنے دل میں ایک نامعلوم خلش محسوس کر رہی تھی اور چاہتی تھی کہ کوئی اُس سے محبت کرے یا وہ کسی سے محبت کرے۔ اناناس کے سایوں میں محبت بھی منتظر تھی کہ سنہری زنجیروں میں اُسے اِس طرح بے بس کر دے کہ اس کی ہستی تھرّا کہ رہ جائے۔ یکایک دروازے پر دستک سنائی دی اور مائرا اپنے خیالات سے چونک پڑی۔

"آجاؤ" اس نے کہا۔

جاپانی خادمہ اماہ نے آگے بڑھ کر وزیٹنگ کارڈ پیش کیا۔ مائرا جاپانی رسم الخط سے ناواقف تھی۔

"کیا یہ کوئی دکاندار ہے؟"

اماہ تعظیماً جھک کر بولی۔" جی نہیں ــــ آپ نے جو اشتہار دیا تھا اس کے جواب میں یہ شخص آپ سے ملاقات کرنی چاہتا ہے:

"اوہ!" مائرا نے کہا" مجھے افسوس ہے کہ میں آج کسی سے نہیں مل سکتی"!

لیکن اُسے فوراً ہی خیال آیا کہ کوئی جاپانی مصوّر ریشمی ہاؤری اور سفید تابی میں ملبُوس مجھ سے ملنے آیا ہے اور وہ بھی بارش میں!

چنانچہ اُس نے پھر کہا" اماہ! اچھا اُس نے چونکہ بارش میں یہاں تک آنے کی زحمت گوارا کی ہے اس لئے مِل لُوں گی۔ تم اُسے یہاں بٹھاؤ میں کنگھا کر کے آتی ہُوں"۔

اماہ فوراً نوریکا کو اندر پہنچا کر بولی۔" آپ تشریف رکھئے، بیگم صاحبہ ابھی آتی ہیں"۔

مصوّر نے شکریہ ادا کرتے ہُوئے کہا" میں کھڑا ہی رہوں گا"۔

اماہ چلی گئی اور وہ سوچنے لگا" کیا وہ مجھے پہچان جاتے گی؟ اگر نہیں، تو کیا مستقبل میں وہ مجھے معاف کر دے گی کہ میں نے ایک فرضی نام رکھ کر اُس سے تعلقات پیدا کئے اور اپنے اصلی نام کو جو تمام دُنیا پر روشن ہے اُس سے چھپایا"!

جب مائرا کمرے میں داخل ہُوئی تو بارش رُک چکی تھی۔ قسمت کے تیر ایک دُوسرے میں پیوست ہو گئے اور الفت نے آگے بڑھ کر اُس کے پاؤں

میں طلائی بیڑیاں پہنا دیں۔ وہ خاموش کھڑی رہی۔ اُس کی نظریں بانس جیسے سڈول جسم اور ہلال جیسے حسین چہرے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ آتش دان میں آگ کے شعلے رقص کناں تھے اور معبودِ محبت مسکرا رہا تھا۔

"تسلیم!" مائرا نے ایک اندازِ محبوبانہ سے کہا۔

فوسانوریکا احترام کے لیے دوہرا ہو گیا۔ بارش یکبارگی شروع ہو گئی، گویا مرد کی بھڑکی ہوئی محبت کو بجھانا چاہتی ہے اور ہوا آہیں بھرتی ہوئی شیشوں سے ٹکرانے لگی، گویا انجام سے باخبر کر رہی ہے۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے یہاں تک کہ آتشدان کے انگارے سرد ہو گئے۔

"وہ اشتہار آپ کی نظر سے گذرا ہوگا"۔ اُس نے آخر کار خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا "تشریف رکھئے تاکہ اُس کے متعلق بات چیت ہو سکے"۔

مصوّر اُس کے مقابل بیٹھ کر جاپانی فنِ مصوّری پر گفتگو کرنے لگا۔

مائرا نے کتاب کا مسوّدہ اپنے زانو پر رکھ لیا لیکن جاپانی کی نکتہ چینی کے خوف سے وہ اُسے دکھاتے ہوئی ہچکچاتی تھی، کیونکہ اُس نے خود اپنے فن کی بھی مذمّت کی تھی۔ اس نے کہا کہ بہت سے مصوّر سُوئی سے باریک نقوش مجھ سے بہتر کھینچ سکتے ہیں۔ پھر اُس نے تین حسین وجمیل تصویریں دکھائیں جو اُس کے کمال مصوری کو ظاہر کرتی تھیں:

ایک سفید بگلا —— جو کنول کے پھول پر اُڑ رہا تھا اور اُس کے سینے سے ایک پَر ٹوٹ کر پھول کے قلب میں پیوست ہونے کے لئے، نیچے گر

رہا تھا۔

بانس کے درخت کی ایک شاخ — جس پر عنکبوت کے سنہرے تار بکھرے ہوئے تھے۔

ایک قندیل — جس کے زمردیں سبزے پر سُرخ خرگوش اٹھکیلیاں کر رہے تھے۔

مصوّری کے معجزے!

لیکن مصوّر کے نزدیک یہ معمُولی تصویریں تھیں۔

"... مگر آپ مصوّر ہو کر اپنے قومی لباس پر غیر ملکی کپڑوں کو کیوں ترجیح دیتے ہیں؟" اُس نے ہنستے ہُوئے پوچھا۔

"بات یہ ہے۔" وہ اُس کی آنکھوں میں افسانہ محبّت پڑھتے ہوئے بولا۔ "میرے والدین نے میری خواہش کو کبھی رد نہیں کیا۔ یہاں تک کہ انھوں نے مجھے تعلیم حاصل کرنے کے لئے ولایت بھیجا۔"

"اچھا!" ماترا کِسی قدر حیرت سے بولی "جب ہی تو آپ اتنی عمدہ انگریزی بولتے ہیں۔"

"انگریزی تو مجھے بہت جلد آگئی تھی۔ ابتدائی تعلیم کے کچُھ عرصے بعد میں نے مصوّری شروع کر دی اور اب یہی میری اور میرے باپ کی کفیل ہے۔ پچھلے سال زلزلہ آنے کی وجہ سے اُن کے دماغ کو صدمہ پہنچا، کیونکہ ہمارا مکان اور دکانیں سب زمین میں دب گئیں۔ وہ اب اپنے آپ کو تنہا اور محرومِ مسرّت سمجھتے ہیں، اور اس کے متعلق اکثر میری ماں

سے باتیں کرتے رہتے ہیں۔"

"لیکن میرا خیال تھا کہ آپ کی ماں کا ——" وہ کہتے کہتے رُک گئی۔

"انتقال ہو گیا؟ یہ ٹھیک ہے۔ پچھلے زلزلے میں اُن کا انتقال ہو گیا۔" اُس نے مُسکراتے ہُوئے اُس کا فقرہ پورا کر دیا۔

"اور آپ مُسکراتے ہیں؟" وہ اُس کے لبوں کو دیکھتے ہُوئے بولی۔

جاپانی پھر مُسکرایا۔ "اِسے "خندۂ تعظیمی" کہتے ہیں۔ ہم لوگ کسی کے سامنے کبھی ناخوش گوار واقعات کا ذکر نہیں کرتے لیکن اگر مجبوراً ہمیں کوئی حُزنیہ بات کرنی بھی پڑے تو اِس خیال سے کہ دُوسرے متاثر نہ ہوں ہم مُسکرا دیتے ہیں۔"

مائرا اس سے واقف نہ تھی۔ وہ اِس پہ اور مسکرایا۔ "ہیں میری ماں، تو ہم جاپانی روحوں کے معتقد ہیں اور مجھے یقین ہے کہ میری ماں کی رُوح ہر وقت میرے باپ کے ساتھ رہتی ہے۔"

اس نے موضوع بدل کر تصویر کشی کے متعلق گفت گو شروع کر دی۔

اُس کی مصوّری سے مرعوب ہو کر مائرا میں اُسے کتاب دکھلانے کی ہمّت نہیں ہوئی۔ چنانچہ اُس نے سوچا "جم نے کِس قدر بھدّے الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ان کی تصویر کشی کِس قدر

مشکل ہو گی۔"

وہ سوچتی رہی یہاں تک کہ کتاب اُس کے زانو پر سے پھسل کر فرش پر گر پڑی۔ جاپانی نے اُس کو اٹھا لیا اور اُس کی طرف جھک کر کہا "میں اسے دیکھ لوں؟"

اِس نے سر کی جنبش سے اجازت دے دی۔

وہ اوراق پلٹنے لگا ——— مائرا اُس کا جائزہ لینے لگی

بیضوی چہرہ، سیدھی لانبی ناک، سیاہ گھنے بال —— جاپانیوں سے مختلف اُس کی ٹھوڑی اور ہاتھ بھی چکلے اور خوبصورت۔ جسمانی طور پر بھی وہ عام جاپانیوں سے ملتا جلتا نہیں تھا۔ اُس کا قد طویل تھا اور کپڑے یقیناً کسی مغربی درزی نے سئے تھے۔

وہ آگے جھک کر اُس کی طرف غور سے دیکھنے لگا۔ مائرا نے کوئی جنبش نہیں کی ——— آخر کار اس نے کہا "مجھے نہیں معلوم، اور نہ میں جاننا چاہتا ہُوں کہ یہ کتاب کِس نے لکھی ہے۔ اشتہار میں لکھا تھا کہ ایک انگریز مصنف کو ایک مصوّر کی ضرورت ہے اور اس کا پتہ اسی میکاکو ہوٹل کی معرفت تھا۔"

اُس نے اُسے یہ نہیں بتایا کہ تمہارے یہاں ٹھہرنے کا علم مجھے پہلے ہی تھا، اور میں یہاں اس خیال سے آیا ہُوں کہ اشتہار کے بہانے ہوٹل میں آکر تمھیں دیکھنے کا موقع مل جائے۔ وہ اُسے عرصے سے نہیں دیکھ سکا تھا، لیکن معبودِ محبّت نے اُسے وہ راستہ بتا دیا، جو مائرا

کی قیام گاہ تک جاتا تھا۔

"اگر تمہیں کوئی نرم پَر زمین پر گِرا ہوا نظر آئے تو اُسے اٹھا کر اپنی کتابِ دل کے اوراق میں چھپا لو کیونکہ حقیقتاً یہ ایک عورت کا خیال ہے جو ساتویں آسمان پر سے اُتر کر آیا ہے جہاں وہ اپنے بچّے کو سینے سے لگائے ہوئے ہے"۔ اُس نے مائرا کو سنایا اور کتاب بند کر دی۔ "میں کوشش کروں گا کہ اِسے مصوّر کر دوں"۔

"کیا آپ تصویر کشی کے لیے یہاں آیا کریں گے؟" اُس نے کچھ سوچ کر پُوچھا۔ "میں ایک اور کمرہ کرایہ پر لے لُوں گی"۔

اُس نے ہوٹل کے کمرے میں چاروں طرف نظر دوڑائی۔ وہاں الہامی فضا کا فقدان تھا۔ جو اُس کی مصوّری کے لیے اشد ضروری تھی۔ مائرا نے اُس کے بُشرے سے اندازہ لگا لیا کہ یہ جگہ اُس کے لئے موزوں نہ ہوگی۔ چنانچہ اُس نے آہستہ سے کہا "کیا اچھا ہو۔ اگر آپ مجھے ایک جاپانی مکان تلاش کر دیں"۔

"جاپانی مکان!" اُسے معاً اُس جاپانی طرز کے بنے ہوئے مکان کا خیال آ گیا جو شنتو کے قرب میں پہاڑی کے مشرقی رُخ پر درختوں کے جُھرمٹ میں بنا ہُوا تھا۔

وہ اُس کی معصوم آنکھوں میں جھانکتا ہُوا بولا۔ "ایک مکان خالی تو ہے مگر یہ ایک مصوّر کی ملکیّت ہے۔ اس کا نام آپ نے سُنا ہوگا"۔

"فوسا نوریکا تو نہیں؟" اُس نے خود بخود کہا اور اس کے متعلق سوالات

کرنے لگی۔

"ہاں۔ میں اُسے جانتا ہوں" جاپانی نے جواب دیا۔ "تمام مصوّر ایک دُوسرے کو جانتے ہیں"

اس کو یقین ہوگیا کہ وہ اِس مکان کو اپنی قیام گاہ بنا لے گی۔ مصوّر پانچ سال پیشتر تک وطن سے باہر تھا لیکن ایک بوڑھا سپاہی اوجی سان اور اُس کی بیوی اوبا سان ہمیشہ سے وہاں ملازم تھے۔ یہ مکان نہایت خوبصورت تھا، اور سخت گرمی میں سرور رہتا تھا۔ اس میں مشرقی اور مغربی طرز کے کمرے تھے، اور دریچوں میں سے پُر فریب و پُر فسوں مناظر دکھائی دیتے تھے۔۔۔۔ یہاں سے بَل کھایا ہوا راستہ جس پر انناس اور بانس کے درختوں کا سایہ رہتا تھا باغ میں سے گذرتا ہُوا ایک چھوٹی سی جھیل تک جاتا تھا۔

"فوسانوریکا کی شکل کیسی ہوگی؟" مائرا نے قیاس آرائی کی۔ "شادی شدہ؟ لیکن اِس کے متعلق تو مشہور ہے کہ اُس کو کبھی کسی عورت سے محبت نہیں ہُوئی۔ شاید عمر بھی بیس پچیس برس کی ہوگی۔۔۔۔ میری عُمر اٹھارہ سال ہے۔۔۔۔۔" وہ کچھ سوچ کر بولی "اور مکان کا نام بھی خوبصورت ہوگا؟"

مکان "قصرِ آغاز و انجام" کے نام سے مشہور تھا۔

"کس قدر حسین نام ہے!" مائرا نے کہا۔ "اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مسرتوں کی ابتدا اور رنج و غم کا اختتام!"

"ہاں اور اِس کے علاوہ بھی ——" مصوّر معنی نکالتے ہُوئے

بولا۔ "ناکامی کی ابتدا اور کامیابی کا خاتمہ، یا زندگی کا —— جو ایک مختصر سا سفر ہے —— گویا آغاز و انجام۔"

مائرا کسی مخفی خیال سے کانپ گئی۔ "ایسا نہ کہئے۔ اس سے مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مندر کی المناک گھنٹیاں بجنی شروع ہوگئی ہیں۔"

"کیوں؟" اس نے کہا "زندگی سفر نہیں تو اور کیا ہے؟ دنیا کے مسافر خانے میں بہت سے مسافر آتے ہیں، آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ بات چیت کرتے ہیں، اور پھر ایک دوسرے سے رخصت ہو کر اپنے اپنے راستوں پر چلے جاتے ہیں۔"

"میں اور آپ۔ مسافروں کی طرح ....؟" اس نے ناخوش گوار موضوع کو بدلنا چاہا۔ "کیا میں وہ مکان کل دیکھ سکتی ہوں۔ کتاب جس قدر جلد مصور ہو جائے اچھا ہے۔"

محبت اور عقل برسرِ پیکار ہو گئیں۔ وہ سوچنے لگا۔ "کیا میں بتا دوں کہ مکان میرا ہی ہے... کہ میں ہی وہ مصور ہوں جو مشرق و مغرب میں مشہور ہے۔ کہ میں ہی چین سے ایک عرصے کے بعد ٹوکیو واپس آیا ہوں تاکہ پھولوں کا موسم اِس پُر فسوں مکان میں گذاروں؟ کیا یہ سمجھ سکتی ہے کہ میں اسے فریب میں مبتلا کر رہا ہوں...؟"

وہ اسی کش مکش میں الجھا ہوا تھا کہ مائرا نے خود فیصلہ کر دیا۔

"میری ایک خواہش ہے اور وہ یہ کہ آپ فوسا نوریکا سے ملیں تو اس کتاب کا تذکرہ نہ کریں۔ کیونکہ.... وہ اس قدر عظیم المرتبت ہستی ہے اور ہماری کتاب۔!؟"

اس نے اس کا وعدہ کر لیا۔ "آپ فوسا نوریکا کی طرف سے بے فکر رہیئے۔ ہاں نوکروں وغیرہ کا بھی میں انتظام کر دوں گا۔"

"میں آپ کی ممنون ہوں" اُس نے کہا۔ "آپ بہترین ملازموں کو تلاش کر دیجئے۔ وہ جو بھی تنخواہ مانگیں گے، میں دوں گی۔" وہ رُک گئی۔ مصوّر کی اُجرت کے بارے میں؟

وہ خود ہی مُسکرا کر کہنے لگا۔ "اور میں اپنی اُجرت بھی کتاب مصوّر ہونے کے بعد بتاؤں گا۔"

"مصوّر ہونے کے بعد؟" اُس نے پُوچھا۔

مندر کی گھنٹیاں پہاڑی پر سے سنائی دینے لگیں۔

"اس کے متعلق اور کچھ نہ کہیے۔ مصوّری اور اُجرت ایک دوسرے سے جُدا ہیں۔ دیکھیے آپ کی ملازمہ آپ کو بلا رہی ہے۔"

"اچھا آماہ" وہ اشارہ سمجھ کر بولی۔ "آیئے کھانا حاضر ہے۔"

اُس نے کچھ سوچ کر جواب دیا "شکریہ! افسوس ہے، میں آپ کے ساتھ کھانا کھانے کی عزّت حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ وقت ایک صاحب کے ساتھ متعین ہو چکا ہے۔" انکار کر کے وہ اُس کے بدلتے ہُوئے رنگ دیکھنا چاہتا تھا۔

مائرا آگے بڑھ کر بولی۔ "اچھا تو آپ میری موٹر میں چلے جایئے ایسا نہ ہو آپ بھیگ جائیں۔"

"آپ کی عنایت کا شکریہ۔" وہ کہنے لگا۔ "میں اس وقت موسم سے

لطف اندوز ہونا چاہتا ہُوں۔ مجھے پیدل چلنا اچھا معلوم ہوگا۔"

"بہتر" ماترا نے آہستہ سے کہا۔ "کیا میں آپ کی یہ تصویریں اپنے پاس رکھ سکتی ہُوں۔ یہ کس قدر عُمدہ ہیں۔"

اس نے پہلی تصویر اٹھالی۔ "یہ آپ نے کب بنائی تھی؟"

"پچھلے ہفتے مندر میں! جب کہ آپ وہاں تھیں۔"

"میں؟"

"جی ہاں، آپ!"

مصوّر نے اس سے تصویریں لے کر چاک کر ڈالیں۔ "یہ کسی قابل نہیں ہیں۔" اور گردن جھکا کر بغیر کچھ کہے کمرے سے باہر چلا گیا۔

وہ مُسکرائی اور کاغذ کا ایک ٹکڑا اٹھا لیا جس پر ایک نرم و نازک پَر بنا ہُوا تھا۔

"اسے اپنے اوراقِ قلب میں چھپا لو۔" اس نے زیرِ لب لہجے میں کہا اور اُسے اپنے سینے سے چمٹا لیا۔

پانچواں باب

قناعت مملکت ہے
دولت اور مسرت کی
سکون اور راحت کی!

بدھی مقولہ

جاپان میں بہار! جب کہ دنیا حسین معلوم ہوتی ہے۔
میکاکو ہوٹل میں مسلسل آمد و رفت۔ شور و غل اور لوگوں کے قہقہے! برخلاف اس کے اناناس کے درختوں میں گھرا ہوا قصرِ "آغاز و انجام" جہاں سبزے کا ارتعاش، بھونروں کی بھنبھناہٹ، مندر کی گھنٹیاں، طلوع و غروب کی رنگینی، باغ اور جھیل کی فضا اور بارش کی موسیقی، خیالات کو رُوحوں کے جزیرے میں لے جاتی ہے۔ ماترا گھٹنوں پر ٹھوڑی رکھے پہاڑی پر پھولوں سے لدے ہوئے ایک درخت کو دیکھتی ہوئی سوچنے لگی" اور کیا اِن سب کا لُطف میں تنہا اٹھاؤں گی؟ برشگال، طوفان اور محبت۔ اِن کا بغیر ہمدم کے مزا ہی کیا.... وہ کتاب بھی تو مصوّر ہونی ہے!

دروازہ کھول کر خادمہ اندر آگئی۔ "اوہایو! تسلیم۔ اماہ! اب تو میں جاپانی بولنے لگی ہوں۔"

چاتے کی کشتی میں ایک خط پڑا ہوا تھا۔ اُس نے اُسے کھولتے ہوئے کہا۔ "جم! تم سے ایک دن بھی نہیں رہا جاتا۔ روز خط لکھتے ہو۔"

"پیاری میڈونا!...

میں ایک جاپانی سرائے میں مقیم ہوں اور عنقریب ہم لوگ ایک اہم آبی تجویز پر عمل کرنے والے ہیں۔

میں تمھیں ایک دلچسپ راز سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں جس سے تم بھی محظوظ ہو گی ——— میری ملازمہ (جسے جاپان میں اماہ کہتے ہیں) عجیب وغریب شکل وشباہت کی ہے۔ جسم میں بھاری اور قد میں میری کمر تک ہے۔ اُس کا نام اوہارآسان ہے (سان تعظیمی لفظ ہے) میرا ملازم یارماؤتھ اُس سے محبت کرنے لگا ہے۔

میڈونا! جاپانی غسل خانے دیکھ کر مجھے بڑا تعجب ہوا اور ہنسی بھی آئی۔ یہاں بڑے بڑے چوکور یا گول حماموں میں لوگ تنہا یا مل کر برہنہ نہاتے ہیں۔ میں تو ننگا ہو کر دُوسرے کے ساتھ نہیں نہا سکتا لیکن جاپانیوں کے نزدیک برہنہ اجسام قدرتی ہونے کی وجہ سے قابلِ توجہ نہیں ہیں۔ اس لئے وہ ننگے ہونے میں کچھ پس وپیش نہیں کرتے۔ اُن کے ہاں ایک عورت جہاں چاہے اپنے بچے کو دُودھ پلا دیتی ہے، خواہ تھیٹر ہو یا بازار، رکشا ہو یا ٹریم۔

یاراماؤتھ اور اوہاراسان ایک دُوسرے سے منسوب ہو گئے ہیں۔
منگنی ہونے کے بعد اوہاراسان نے اپنے سر میں تیل ڈالا اور بالوں کا جُوڑا
اوپر کے رُخ باندھا جو کنوارپنے کی نشانی ہے۔ شادی کے بعد وہ البتہ رواج
کے مطابق ان بالوں کی چوٹی گوندھے گی۔ اُس نے چہرے پر غازہ اور سُرخی
بھی لگائی ہے جس سے وہ رقاصہ کی طرح حسین معلوم ہوتی ہے۔ جاپانیوں
کے ہاں پیار کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے، کیونکہ اُن کے نزدیک یہ ایک
وحشیانہ عادت ہے، اور ہمارے ہاں؟
شنتو مذہب اور بدھ مت میں والدین کی روحوں کی پرستش اور
فرماں برداری لازمی ہے ...."

مائرا نے خط نیچے رکھ دیا۔ افسوس! اس نے یہ کبھی نہیں لکھا کہ
میں تمھیں دیکھنے کے لئے تڑپ رہا ہُوں۔ تمھیں اپنے پاس بلانا چاہتا ہُوں۔
عورت کی فطرت!

جاپانی اماہ —— غازہ اور سرخی

اوہاراسان —— رقاصہ کی طرح حسین!

خیالات منتشر کر کے وہ باہر جانے کے لیے تیار ہوتی اور معبُود
جیزدو، جو بچوں کی پیدائش سے قبل اُن کی روحوں کا نگہبان ہے، اُس
کی خودسری دیکھ کر سرد آہیں بھرنے لگا۔

اگر تم دریائے یوشی نو کے منبع کا مطالعہ کرو
تو تمھیں معلوم ہوگا کہ یہاں
صرف نرسل پر سے گرنے والی شبنم
اور کائی کے نیچے بہنے والے قطراتِ آب ہیں۔

جاپانی ضرب المثل

قصرِ آغاز و انجام کو دیکھنے اور اُس میں رہنے کا شوق لمحہ بہ لمحہ بڑھتا گیا۔ فوسانوریکا نے اس سلسلہ میں اُسے ایک خط لکھا تھا:

"چونکہ میری رائے میں مکان کی پسند کے لئے تنہائی ضروری ہے اس لئے اگر میں آپ کو مکان اچھی طرح دکھانے کے لئے وہاں موجود نہ ہوں تو مجھے معاف فرمایئے گا۔ یوں بھی کسی دُوسرے شخص کے ساتھ مکان پسند کرنے سے لکڑی اور پتھر کی نفسیات تبدیل ہو جاتی ہے خصوصاً جب کہ ہم جاپانیوں کا عقیدہ ہے کہ گھر روح کی آماجگاہ ہے۔ اگر آپ کسی دُوسرے شخص کی معیّت میں مکان دیکھیں گی تو، ممکن ہے آپ

وہ کیفیت محسوس نہ کریں جو برسات کے موسم میں جسے ہم
نوبی کہتے ہیں، تنہائی کے وقت طاری ہوتی ہے۔ ملازم
البتہ وہاں ہوں گے۔ لیکن اُن کا شمار بیکار ہے۔ بارش کی
کیفیت کا اندازہ کرنے کے باوجود، جب کہ دن خوبصورت
نہیں رہتے اور ہوائیں سرکتے والی دیواروں میں سے اندر
آنے کے لئے مچلتی ہیں، اگر آپ مکان پسند کریں تو ضرور
وہاں قیام فرمائیے مگر ازراہِ کرم اس گنبد دار عمارت کی طرف
جانے سے احتراز کیجئے گا جو جھیل کے دوسرے کنارے
پر ہے اور جو اندر سے تمام رنگین اور کنکا کو جی کے
سنہرے مندر کی طرز پر ہے۔ اگر آپ اس مکان کو کرایہ
پر لیں تو میرا خیال ہے فوساؔنوریکا آپ کو صرف چاند اور
ستاروں کے مطالعہ کے لئے وہاں جانے کی اجازت دیدیگا۔"
خط پڑھنے کے بعد اس نے گھر لینے کا ارادہ اور بھی مصمّم کر لیا اور
ایک گھنٹہ بعد اُس راستے پر روانہ ہوگئی جہاں تقدیر اُسے
لے جا رہی تھی ۔ وہ پہاڑی پر چلتی رہی اور تھوڑی دیر بعد شنتوئی
دروازے کے قریب پہنچ کر رُک گئی جو لکڑی کے ستونوں پر ٹھہرا ہوا تھا۔
وہ دروازے میں داخل ہونا نہیں چاہتی تھی کیونکہ اُسے اس سے بچ کر
جانے کی ہدایت کی گئی تھی۔ مکان کا تمام احاطہ ایک ایسی دیوار سے
گھرا ہوا تھا جو خاردار جھاڑیوں سے نہایت دبیز بنی ہوئی تھی۔ اس

نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ وہ کیوٹو سے کافی بلندی پر آگئی تھی اور واپسی کا راستہ مجبّر کن سُرخ لکڑی سے خطرناک طریقے پر بنا ہُوا تھا۔ خیالات اُس کے دماغ میں گردش کرنے لگے۔ "اگر میں یہاں داخل ہو گئی تو کبھی شہر کی صُورت دیکھنی نصیب نہیں ہو گی۔ پُجاری اور یاترا کرنے والے صدیوں پہلے مندر کے اس دروازے میں سے گزرے ہوں گے اور چونکہ جاپان میں روحیں زندگی میں نمایاں حصّہ لیتی ہیں، اُن کی روحیں شاید اب بھی یہاں سے گزرتی ہوں گی۔"

کچھ سمجھ کر وہ اپنے خیالات پر ہنسنے لگی "میں نے بھی کیا فضول باتیں سوچنی شروع کر دیں۔ مجھے تو یہ بتایا گیا تھا کہ یہ دروازہ ہی نہیں ہے بلکہ یہاں پرندے اپنے آشیانے بناتے ہیں تاکہ رات کو بسیرا کر لیں اور صبح معبُود کی تعریف کریں۔ کس قدر شیریں خیال ہے۔"

اپنے اندرونی خوف کو مٹانے کے لئے وہ پھر ہنسی۔ معاً اُسے خیال آیا۔ "یہ آغاز ہے۔ نہ جانے انجام سے پیشتر کیا ہو گا... جب کہ میں اس قصر کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دوں گی۔" اُسے کوئی بتانے والا نہ تھا اور تقدیر اُسے گھسیٹ کر لے جا رہی تھی۔ سامنے دھند میں چھپا ہُوا قصر، لعلِ بدخشاں کی طرح، جو ریشم میں ملفوف ہو، اُسے خوش آمدید کہہ رہا تھا۔

اوجی سان اور اوباسان دوڑ کر اُس کے پاس آ گئے۔ انھوں نے اس کی جُوتیاں اُتار کر بغیر ایڑی کے سلیپر پہنائے اور مکان دکھانے کے لئے اندر لے گئے۔ سامنے ہی ایک تصویر لٹکی ہُوئی تھی جس پر بہار—

چٹکتا ہوا غنچہ ناشگفتہ، اور جاپانی سیاہ بھونرے کے نقوش تھے۔ وہ غیر آراستہ جاپانی کمروں میں پھرتی رہی جہاں روحیں سرگوشیاں کرنے لگی تھیں اور محبت سیمیں اور سنہری بیڑیاں لیئے آگے بڑھ رہی تھی۔

مختلف کمرے دکھا کر وہ اُسے ایک تنگ اور عجیب و غریب ڈھلوان زینے سے اوپر لے گئے اور اُسے اُوپر پہنچا کر خود نیچے اُتر آتے۔ مائرآ حیرت زدہ رہ گئی۔

سامنے ایک شہ نشین تھی جو دُور، ارغوانی دُھند میں ملفوف، پہاڑی تک جاتی تھی۔ اس کے سبز پردے انناس کی کتری ہوئی شاخوں سے بنائے گئے تھے اور اُس کے عین سر پر شام کا پہلا چمکتا ہوا ستارہ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا دن کے دامن پر دوشیزۂ شب کا ایک موتی ڈھلک آیا ہے۔ جھیل کے ارد گرد لالٹینیں جھلملانے لگیں۔ گنبد وار عمارت۔ انجام۔ تک ایک معطر و خوبصورت باغ پھیلا ہوا تھا۔ مائرآ نے بانس کے درختوں کو، جو نازک عورتوں کی روحیں معلوم ہوتے تھے، جنبش کرتے اور سرگوشی کرتے سُنا۔ "بانس کی شاخیں سطح آپ پر اپنے عاشقوں کا عکس دیکھ رہی تھیں، کیونکہ انناس کے درخت اُن سے بیحد محبت کرتے ہیں"۔

وہ دل میں کہنے لگی "میں یہاں قیام کرنا چاہتی ہوں"۔ اُس نے فوساکوبہ کے بوڑھے ملازم سے جو اس کی خدمت کو اپنا ایمان سمجھتا تھا کہا: "ہوٹل سے میرا کچھ سامان منگا دیجیے!"

"امادو" (پھسلنے والی دیواریں)، کہہ کر اوجی سان نے ایک دیوار

سرکادی اور مائرا انگریزی طرز کے بنے ہوئے کمروں میں داخل ہوگئے۔

"یہ بہت ہی خوب صورت ہیں، کتابیں! پھول اور سکون!" وہ خوش ہوکر کہنے لگی۔

فوسا نوریکا نے اوساکا سے ٹیلیفون کیا۔

مائرا بولی "جی ... میں ہوں مسز کیبگ ہان ——— ! آپ کے مزاج اچھے ہیں؟ میں نے مکان لے لیا ہے۔ آپ کی عنایت کا شکریہ!"

فوسا نوریکا اتنے فاصلے پر بھی اپنے آپ کو اس کے قریب سمجھ رہا تھا۔ اس نے سُنا "اوجی سان، فوسا نوریکا کے متعلق آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہے کیا آپ میرے ساتھ کسی وقت کھانا کھا سکتے ہیں؟ آپ کل شب کو آٹھ بجے تشریف لے آئیے۔ اور اس کا پیغام بھی سُن لیجیے۔"

وہ بولا۔ "بہت بہتر۔ ضرور حاضر ہوں گا، اور آپ کو "حاشی" بھی سکھا دوں گا۔ یہ جاپان کا ایک مخصوص کھانا ہے۔ آپ اُسے بیحد پسند کریں گی۔ تو میں آٹھ بجے آؤں گا۔"

مائرا نے خدا حافظ کہا۔

"خدا حافظ" وہ بولا "کاش آپ ستاروں کے خواب دیکھیں!"

اس نے ٹیلیفون رکھا ہی تھا کہ اُس کا بوڑھا باپ آگیا اور بولا:

"کل شب کو ہم دونوں تمھاری شادی کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ تمھاری ماں تم سے بیحد محبّت کرتی ہے اور اکثر مجھ سے اِس سلسلے میں گفتگو کرتی ہے۔ ہم نے اُس لڑکی کو تمھارے لئے پسند کیا ہے جو "بازارِ ائنگ"

میں رہتی ہے۔"

بوڑھا چلا گیا اور فوسانوریکا دریچے میں سے جگمگاتے ہوئے آسمان کو دیکھنے لگا۔ اِس کے خیال کی ملکہ بھی ستاروں کی طرح اُس سے دُور تھی۔ اس سے تعلقات پیدا کرنے کا کوئی موقع ممکن نہیں دکھائی دیتا تھا۔ محبت تو کجا؟

ایک شہابِ ثاقب ایک سرے سے دُوسرے سرے تک چمکا۔ اور وہ یک بہ یک کہنے لگا۔ "اے محبوبہ! اگر تو میری ہے تو میں رحم دل جیزو سے التجا کرتا ہوں کہ جب یہ ستارہ[1] تیرے منہ میں گرنے لگے تو وہ تجھے ہنسا دے۔"

اُس نے ستارے کی روشنی دیکھی۔

مائراشہ نشین میں سوتے سوتے یکبارگی بیدار ہو گئی۔ وہ کوئی خواب دیکھ کر مسکرا رہی تھی مگر ستارے کو گنبد دار عمارت —— انجام —— کی پشت پر گرتے ہوئے دیکھ کر کانپ گئی۔

---

[1] جاپانیوں کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی عورت خواب میں ہنستے وقت کسی ستارے کو اپنے منہ میں گرتے ہُوئے دیکھے تو یہ اُس کے ماں بننے کی پیشین گوئی ہے۔

چھٹا باب

چودھویں کا چاند اور
سیاہ ڈراؤنے بادل ؛
لہلہاتے ہُوتے پھُول اور
بارش و طوفان ؟

جاپانی نغمۂ اُلفت

ماترا تنہائی محسوس کرنے لگی۔

گھڑی پر نگاہ جمائے ہُوئے وہ مصوّر کا بے چینی سے انتظار کر رہی تھی، کہ دفعتاً فوسوما (کاغذی دیوار) ایک طرف سرک گئی، اور دونوں نوکر تعظیماً جھکے ہُوئے نظر آئے۔ وہ دونوں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتے تھے کہ ہمارے آقا نے ہمیں راز داری کا اہل سمجھا، اور جب اُس نے کہہ دیا تھا کہ میرا نام اور شہرت پوشیدہ رکھی جائے تو وہ کیوں نہ اس کا حکم بجا لاتے ؟

ماترا نے ان دونوں کو نہیں دیکھا بلکہ اُس کی نگاہ فوسانوریکا پر جم گئی جو دونوں ہاتھوں میں پھُول لیے ہُوئے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ "کس قدر خوبصورت"۔ نہ جانے اُس نے پھولوں کے متعلق کہا، یا مصوّر کے مردانہ حسن سے متاثر ہو کر!

وہ پھولوں کو پیش کرتے ہوئے بولا: "شاید آپ کسی اور کا انتظار کر رہی ہیں۔"

"نہیں تو۔" وہ کہنے لگی "میں پہلی جھلک میں آپ کو پہچان نہیں سکی کیونکہ مجھے خیال نہیں تھا کہ ایک جاپانی آپ کی طرح مغربی کپڑے پہن سکتا ہے۔ یعنی جاپانی عموماً آپ طرح انگریز معلوم نہیں ہوتے۔"

انواع و اقسام کے جاپانی کھانے تیار کئے گئے تھے اور اوباسان نے جاپان کے مخصوص کھانوں کے پکانے میں بڑی محنت کی تھی۔ لکڑی کی سلائیوں کو دیکھ کر مائرا حیرت سے بولی "یہ کیا ہیں؟ اِن سے کیا کھاتے ہیں؟"

نوسانوریکا نے کہا "میں آپ کو بتا دوں گا۔" مگر مائرا کی انگلی میں انگشتری دیکھ کر اس کی مسکراہٹ ختم ہو گئی۔ وہ سمجھ گیا کہ جس مرد کو اُس نے اس کے ساتھ ایک دفعہ دیکھا تھا، وہ اُس کا شوہر ہے۔ کتاب کا مصنف اور مشہور۔ چنانچہ اُس نے سوچا کہ شاید وہ کہیں باہر گیا ہُوا ہے اور اس خیال کے آتے ہی اس کی طبیعت میں اضطراب پیدا ہو گیا کہ جب تک وہ انگشتری پہنے ہُوئے ہے (جس کے معنی یہ ہُوئے کہ وہ ایک اور شخص کی شریک زندگی ہے) میں اسے چھُونے کی بھی ہمت نہیں کر سکتا اور نہ اُسے جاپان کی مخصوص خوراک حاشی کھانا سکھا سکتا ہُوں۔ وہ چاہتا تھا کہ مائرا انگشتری اُتار لے۔ لہٰذا اُس نے چہرے سے لاپروائی ظاہر کرتے ہُوئے کہا "حاشی کھانے کے لئے سلائیاں استعمال کرنے میں یہ انگشتری حائل ہو گی۔"

شام کے نقرئی قہقہے
بعض اوقات
صبح کے آنسوؤں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

جاپانی گیت

مٹر کے دانے یا چاول سلائیوں سے کھانا جاپانیوں ہی کا کام ہے۔ دُوسروں کے لئے دانوں کا سلائیوں کی مدد سے اس طرح کھانا کہ اُن کا تانتا بندھ جائے بڑا مشکل ہوتا ہے، چنانچہ ہر ہر دفعہ مٹر کے دانے نیچے گر جاتے تھے اور مائرا اُن کو مُنہ تک لے جانے میں ناکام رہتی تھی۔

"اِس کھانے کو حاشی کہتے ہیں" فوسانو ریکا نے اُس کے مرمریں شانوں کو دیکھتے ہُوئے کہا۔

"نہیں میں یہ نہیں کھا سکتی" مائرا تھک کر کہنے لگی۔

"میں آپ کو سکھاؤں؟" اُس نے اشتیاق سے پوچھا۔

"شکریہ"

وہ اُس کے قریب آگیا اور سلائیاں اُس کے ہاتھ میں دے کر کہنے لگا "اِن کو اِس طرح اُوپر نیچے حرکت دیجئے جیسے کسی پرند کی چونچ دانہ چگتی ہے۔"

"میں نہیں کر سکتی" وہ زچ ہو کر بولی۔

"کیا میں آپ کا ہاتھ پکڑ کر بتا سکتا ہوں؟" اُس نے پُر شوق نظروں سے دیکھتے ہوتے پوچھا۔

"جی ہاں، ضرور" وہ آہستہ سے بولی —— اُس کے دل میں کوئی خواہش پیدا ہو رہی تھی۔

اُس نے اُس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لئے، اور ان کو نرمی سے پکڑ کر حاشی کھانا بتاتا رہا۔

"آپ کنول کی کلی معلوم ہوتی ہیں۔ معطر! ناشگفتہ" اُس نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

وہ رُک گئی اور اپنے ہاتھ گرفت سے نکالنے چاہیے مگر ایک لمحے کے لئے اُس کی پتلی اُنگلیاں مصوّر کی انگلیوں میں پھنس گئیں۔ اوجی تان کشتی میں کچھ اور لیکر آگیا۔

مصوّر نے کہا "آپ نے اس گنبد دار عمارت کو بھی دیکھا؟"

"آپ نے تو مجھے منع کر دیا تھا" وہ شوربے کو ہلاتے ہوئے بولی "لیکن میں اِس وقت ذرا سیر کرنے وہاں جانا چاہتی ہوں، بلکہ آپ کی رائے ہو تو کتاب وہیں مصوّر کرنی شروع کر دی جائے۔"

اپنے دل پر قابو پا لو

ایسا نہ ہو،

یہ تم پر قابو پا لے

بودھی مقولہ

باغ کی خاموشی اور عطر بیزی میں مائرا سیاہ چغہ پہنے اور مسودہ ہاتھ میں لئے آہستہ آہستہ جا رہی تھی۔ فوسانوریکا اُس کے قریب، ساتھ ساتھ چل رہا تھا کہ کہیں اس کا پاؤں پہاڑی پر سے نہ پھسل جائے۔ ان دونوں نے رُوحوں کی طرح خاموش اور پہلو بہ پہلو بل کھاتے ہُوئے پُل کو طے کیا۔

جھیل کے کنارے پہنچ کر اُس نے پُوچھا:" میں آپ کو گود میں اٹھا کر کشتی پر بٹھا دوں اور یا پہلے میں اِس میں بیٹھ جاؤں اور آپ میری مدد سے چڑھ آئیے۔ جھیل کی تھاہ نامعلوم ہے اور کشتی پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔"

لیکن وہ بغیر مدد کے کشتی میں سوار ہو گئی اور فوسانوریکا مسکرا دیا۔

جھیل کے دُوسرے کنارے پر وہ اُتر گئے۔ اُن کے سامنے اُس عالی شان عمارت کی سنہری چھت دمک رہی تھی، جس کا نام "انجام" تھا، اور جب وہ اس کے ہمراہ عمارت میں داخل ہو گئی تو کسی قدر خوفزدہ تھی۔

"میرے خیال میں یہ حِصّہ تمام قصر سے زیادہ پر فسوں اور پر جمال ہے۔" مائرا نے پہلی منزل کی شہ نشین میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

مصوّر بولا "دوسری منزل، جس کی دیواریں سونے کی اور چھت کافور کی لکڑی کی ہے، اس سے بھی زیادہ حسین ہے۔"

مائرا نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں۔ رنگین اور روغن کی ہوئی لکڑی کی دیواریں، اور فرش پر برف کی سی سفید چٹائیاں عجیب وغریب معلوم ہوتی تھیں۔ ایک جانب پرستش گاہ تھی جس میں بدھ کا بت اور کسی مُردے کی لوح رکھی ہوئی تھی۔ وہ شہ نشین میں واپس آگئی اور ایک کٹہرے سے سہارا لے کر کہنے لگی "آج مسودہ مصوّر نہیں کیا جائے گا۔"

اتنے ہی اس کی پشت پر کچھ روشنی ہوئی۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو کمرہ روشن ہو چکا تھا اور دیوار پر سونے میں کندہ حروف دمک رہے تھے:

سیوک گیو

اس نے معنی پوچھے:

اب آرام کرو

"اب آرام کرو۔" اس نے دہرایا "کتنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ کس قدر پُرسکون! گویا کسی عالمِ جانکنی میں تڑپنے والے کے لئے تسکین ہے!" وہ ڈر گئی۔ لرز گئی "نہیں۔ نہیں۔" وہ بے اختیار چیخی اور مصوّر کی طرف مڑ کر کہنے لگی "اس خیال کو باطل کر دو۔ خدارا میرے دل سے یہ منظر نکال دو کہ کوئی شخص —— یہاں حالتِ نزع میں ہے۔"

وہ جنگلے کے پاس چلی گئی۔ "اس عمارت کا نام — "انجام" ہے اور وہ "آغاز" کا سُرخ دروازہ۔ ان حروف نے میرے ذہن میں ایک ہولناک تصویر

منقش کر دی ہے۔"

اُس نے اپنے چہرے کو اپنے ہاتھوں سے ڈھک لیا۔" مجھے سہارا دو۔"

جاپانی اس کے پاس دوزانو ہو کر باتیں کرنے لگا۔" گرمیوں میں بعض اوقات فوسانوریکا یہاں سوتا تھا۔ اُس نے چند پرندوں کو بھی سدھا رکھا تھا جو رات کو جنگلے پر سوتے تھے، اور پو پھٹتے ہی اُس کا نام لے کر پکارتے تھے۔ پھر اوجی سان اُس کے لئے چائے لاتا تھا اور دن بھر اُس کی خدمت کے لئے آمادہ رہتا تھا۔ وہ خود یہاں پڑھتا، تصویریں بناتا اور کبھی کبھی آرام کیا کرتا تھا۔ وہ اکثر ایسی عورت کے متعلق سوچتا رہتا تھا، جس سے وہ محبت کرے گا اور اسی عمارت میں لے کر آئے گا جہاں آپ کے سوا کوئی اور عورت داخل نہیں ہوئی۔"

——— اور مشرق کا سحر اسے اپنی جانب کھینچنے لگا۔

اس نے مسودہ سینے سے ہٹاتے ہوئے کہا۔" یہ مصوّر ہونا ہے!"

" مجھے دے دیجئے۔ میں اسے مصوّر کرا لاؤں گا۔" اُس نے آہستگی سے جواب دیا۔

" نہیں،" ماترا نے اُس کی طرف دیکھ کر کہا" میں اِسے جدا نہیں کر سکتی۔"

وہ مسحور ہو چکی تھی، اُس نے خاموشی سے اُس کی طرف دیکھا اور بولی:" کیا یہ ممکن ہے کہ آپ جب چاہیں یہاں آجائیں اور کتاب کو مصوّر

کرنا شروع کر دیں۔ فوساؔنوریکا تو میلوں دُور، اوساکا میں رہتا ہے۔ اُسے خبر بھی نہ ہو گی۔ میری خدمت کے لیئے اوباسان کافی ہے اور اگر آپ پسند کریں تو اوجی سان کو آپ کی خدمت کے لیئے مقرر کر دوں۔ وہ آپ کی اسی طرح خدمت کرے گا جیسے وہ فوساؔنوریکا کی کرتا تھا۔ کیا خبر پرندے بھی آپ کو فوساؔنوریکا سمجھ کر واپس آ جائیں۔"

وہ نہیں چاہتی تھی کہ مصوّر مجھے تنہائی میں اکیلا چھوڑ کر چلا جائے۔ خصوصاً ——— ان پھُولوں کے موسم میں، جب کہ زندگی، محبت اور حسن یک جا ہوتے ہیں اور جن سے وہ محروم تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ مصوّر اسی عمارت میں رہے۔" اور میں بھی آپ کے پاس نہ آؤں گی تاکہ۔" وہ رُک گئی۔ وہ خاموش تھا۔

"مجھے بتا دو" اُس سے ضبط نہ ہو سکا" اگر تم انگشتری پہنتی ہو تو پھر تمھاری آنکھیں معصُوم کیوں ہیں؟" اس نے اس کے حسین ہاتھوں کو اپنے جمیل ہاتھوں میں لے لیا اور آہستہ سے کہنے لگا۔

" میں نہیں جانتا تمھیں کیا جواب دُوں۔ مجھے نہیں معلوم کہ تمھاری خواہش پر ہاں کہوں یا نہیں،" تاوقتیکہ تم مجھے یہ نہ بتا دو کہ تمھاری آنکھیں تقدس مآب کیوں ہیں؟" اُس نے اس کے ہاتھوں کو بھینچتے اور جُھکے ہُوئے سر کو دیکھتے ہُوئے کہا۔" مجھے اتنا معلوم ہے۔ یقین ہے کہ کسی طرح، تم ابھی تک حرمِ تقدس میں ہو۔"

مائیؔرا نے کوئی جواب نہیں دیا۔

کسی خوف سے مصوّر نے اُس کے ہاتھ چھوڑ دیئے۔

مائرا نے اپنا سر اُوپر اٹھایا۔ اُس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا اور لب کانپ رہے تھے۔ رات کی تاریکی غموں کے پردے کی طرح اُس کے سامنے پھیلی ہُوئی تھی۔ اس نے اپنا سر پھر جھکا لیا۔ جیسے کوئی ترمزی پھُول ہوا کی تندی سے سرنگوں ہو جاتے۔

وہ دل میں کہنے لگا:

"بے شک یہ حرم تقدس میں ہے —— اور میں اس عورت کی خاطر جو مرد کے ہاتھوں سے محفوظ ہے، یہیں رہوں گا۔ انتظار کرونگا —— ہمیشہ ——!"

محب و محبوب روحوں کی طرح انھوں نے ستاروں کی روشنی میں جھیل کو پار کیا۔ بانس کی شاخیں انناس کے درختوں سے، جو اُن کے عاشق ہیں سرگوشیاں کرنے لگیں۔

دروازے پر پہنچ کر مائرا نے اپنے ہاتھ اُس کی طرف پھیلا دیئے۔ اُس نے اُن کو شیریں گرفت میں لے لیا، اور اوپر اٹھا کر معبودِ محبّت کی خدمت میں نذر پیش کی اور پھر اُن کو اپنی پیشانی سے چھُوا۔

"مجھے تم سے محبّت ہے!"

مصوّر ایک طرف روانہ ہو گیا، اور مائرا کمرے میں آکر دریچے میں سے اُسے جاتے ہُوئے دیکھنے لگی۔

تیرتے ہُوئے آنسو پونچھ کر اُس نے جَم کا خط اُٹھایا۔

ساتواں باب

اگر تم پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاؤ
جو آسمان کو چیرتی ہُوئی معلوم ہوتی ہے
تو تمھیں وہاں بھی ایک راستہ نظر آئے گا۔

جاپانی مثل

جاپان کے اس جال کو جو اس پر بچھ رہا تھا، وہ توڑ دینا چاہتی تھی۔
—— اور اُدھر فرض پکار رہا تھا کہ میری قربان گاہ پر اپنی خواہشات، جذبات اور محبت کو کچل دے۔

اُس نے خط کھولا، مگر ——
اَنناس کے درخت کہنے لگے "مجھے تم سے محبت ہے۔"
آبِ جو مترنم ہو گیا "مجھے تم سے محبت ہے۔"
ہوا سرگوشی کرنے لگی "مجھے تم سے محبت ہے۔"
یہ ایک جاپانی رات کی بات ہے۔

"میڈونا!" ——— اس نے بمشکل تمام پڑھا "———

مجھے یقین ہے کہ جب میں واپس آؤں گا تو بغیر مزاحمت کئے تم مجھے اپنے لب چوم لینے دو گی۔ تم سمجھ بھی نہیں سکتیں کہ تمھارے ستانے سے مجھ پر کس قدر اثر ہوتا ہے ——— ۔

میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ابتدا میں محبوب چاہے اپنے محب کو جھڑکیاں ہی کیوں نہ دے لیکن آخر کار، وہ اُس کی محبت کا جواب محبّت سے دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ چند روز ہوئے ایک صبح میں نے دیکھا کہ اوہار اسان اپنی پوری رعنائیوں کے ساتھ حسین و جمیل رقاصہ کی طرح ایک درخت کے نیچے کھڑی ہے اور اُس کے قریب ہی اس کا محبّ، یار ماؤتھ اُسے پیار کی نظروں سے دیکھ رہا ہے۔

شروع شروع میں وہ اُسے بالکل پسند نہیں کرتی تھی لیکن اُس وقت اُس کی خاموش نگاہیں محبّت کا پیغام قبول کر رہی تھیں۔ وفورِ شوق میں اُنکی زبانیں بند تھیں، اور جاپان کے مشہور پھول، جن کے پتے بعد میں نکلتے ہیں، اُن پر آہستہ آہستہ گرنے لگے تھے۔

ان پھولوں کو دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ اِن ہی جیسے موتیوں کی ایک مالا میں تمھارے لیئے بنوا کر تمھارے پاس بھیج دوں۔

وادی میں پھر سیلاب آنے والا ہے۔ یہاں سے فرصت ملے تو تمھارے پاس جلدی آؤں گا اور..."

"ہاں" اس کے دل میں جذبات کا طوفان برپا ہو گیا اور وہ خط کو ایک طرف ڈالتے ہوتے طنزاً کہنے لگی:

"تم میرے لب چوُمو گے؟ میرے پاس آنے کے لئے وادی مانع نہیں ہو سکتی جم! مجھے موتیوں کی مالا کی ضرورت نہیں۔ میں محبّت چاہتی ہُوں۔ کاش! بغیر اجازت حاصل کئے کوتی مجھ سے محبّت کرے!"

اُس نے دریچے میں سے باہر دیکھا۔

"مجھے تم سے محبّت ہے"، اناناس کہنے لگے۔

"مجھے تم سے محبّت ہے" جھیل گانے لگی۔

"مجھے تم سے محبّت ہے" ہوا نے سرگوشی کی۔

جاپانی راتیں خطرناک تھیں اور شوہر کی ہمراہی محفوظ!

فرض محبّت کی قربانی مانگ رہا تھا۔

وہ دل میں کہنے لگی "جم! میں تمھارے پاس کل آجاؤں گی کیونکہ اس حالت میں جب کہ میں جوانی اور محبّت میں گھری ہوتی ہوں، میں تمھارے پاس آجانا اپنا فرض سمجھتی ہُوں اور ایک طرح ـــــ مجھے تم سے محبّت بھی ہے، جیسا کہ تم کو خیال ہے"۔

اُس نے خط پھر اُٹھا لیا، ایک طرف لکھا ہُوا تھا:

"کل جب اوہارا سان میرے برابر موٹر میں بیٹھی ہوتی تھی تو لوگ اُسے زفاصہ سمجھنے لگے ـــــ وہ اپنے خوب صُورت لباس میں بے حد حسین معلوم ہو رہی تھی"۔

—— یہ شاید اُس کی سب سے بڑی غلطی تھی۔
رقابت نے اُس کے ارادوں کو جلا کر خاک کر دیا، اور اُس نے خط کے پُرزے پُرزے کر دیئے۔
ٹہلتے ہوئے، غمناک اور افسردہ، اُس نے دریچے میں سے جھانکا۔
—— گنبد وار عمارت میں روشنی جھلملا رہی تھی۔
اس کے کانوں میں وِنسو کی کی باتیں گونجنے لگیں۔ "بے شک مرد رقاصاؤں کو پسند کرتے ہیں۔" اُس نے آہستہ سے کہا۔ "ایک جاپانی عورت —— رقاصہ کی طرح! —— اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی!"
رحم کی دیوی نے حسرت سے قصرِ آغاز و انجام کو دیکھا اور اُس کی آنکھوں سے شبنم سے بھیگی ہوئی پنکھڑیوں پر آنسو گرنے لگے۔

اگر تم بدھ کے معتقد نہیں
تو اپنے والدین ہی کی خدمت کرو
کیونکہ اُن کی خدمت، بدھ کی اطاعت ہے۔

بدھی مقولہ

محبت کے ریشمی جال میں دو تیتریاں پھنس گئی تھیں۔ سفید فام عورت

اور جاپانی نژاد مرد!

چی اون اِن مندر کے قریب جہاں گل ہائے شگفتہ گرتے ہوئے آبشار کی مانند معلوم ہوتے ہیں، پھولوں کے موسم میں لوگ سیر و تفریح کے لئے بڑی تعداد میں آتے تھے اور او آیئن اور اوتا کی آج مائرا کے متعلق گفتگو کرتی ہوئی آرہی تھیں جسے انھوں نے اس سمن زار کی طرف آتے دیکھا تھا۔

اِن سے تھوڑے فاصلے پر فوسا نوریکا اپنے باپ کو سہارا دیتا ہوا چل رہا تھا۔

"آج بڑی بہار ہے!" فوسانوریکا سمن زار میں پھولوں کے ایک درخت کے نیچے اپنے باپ کے پاس بیٹھتے ہوتے بولا۔

"ہاں" اُس کے باپ نے کہا۔ "زمانہ گذرا جب میں اور تمھاری ماں یہاں آئے تھے، تو اُس روز بھی پھولوں کا موسم اپنے شباب پر تھا۔ کل رات اُس کی رُوح میرے پاس آئی تھی۔ وہ تمھاری شادی کے متعلق بڑی متفکر معلوم ہوتی ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ تم "بازار اِشک" میں رہنے والی دوشیزہ کے ساتھ شادی کر لو۔ وہ خوب صورت ہے، فرماں بردار ہے، اور—"

بوڑھے پر غنودگی طاری ہو گئی۔

فوسانوریکا خیالات میں غرق ہو گیا۔

کل صبح جب وہ پوشیدہ راستے سے گنبد دار عمارت میں داخل ہوا تھا

تواوجی سان نے اُسے بتایا کہ مائرا ٹوکیو جانے کا مصمم کر چکی تھی مگر پھولوں کے اِس آبشار کو دیکھنے کے لئے آج اور رک گئی ہے۔

اس نے سوچا "کیا زندگی کی راہ پر شعلۂ عشق کی لپک سے خوفزدہ ہو کر وہ بھاگ جانا چاہتی ہے"۔ اور پھر اپنے لباس کی طرف دیکھ کر کہنے لگا: "ایسا نہ ہو وہ مجھے اس وقت دیکھ لے۔ نہ جانے مشرقی لباس کا اُس پر کیا اثر ہو۔ اس نے ہمیشہ مجھے مغربی لباس میں دیکھا ہے۔ کیا خبر ان مشرقی کپڑوں کو دیکھ کر وہ مجھ سے نفرت کرنے لگے، کیونکہ میری طرح وہ بھی جانتی ہو گی کہ مشرق و مغرب بغیر تباہی کے ایک دُوسرے سے قرب حاصل نہیں کر سکتے"۔

اوپر سے ایک پنکھڑی ٹوٹی اور اُس نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا — مگر وہ اُس پر نہیں گری۔

"اگر ایک پنکھڑی میرے ہاتھ میں آجاتی تو میں سمجھوں گا کہ وہ میری محبّت میں گرفتار رہے گی"۔ پھر اس کا خیال بدلا۔ "اس وقت مجھے یہاں سے نہیں ہٹنا چاہیئے تاکہ ایک دفعہ وہ ضرور مجھے مشرقی لباس میں دیکھ لے"

"—— اور تمھارے بچّوں کی ماں ہو گی"۔ بوڑھے نے نیند سے چونک کر فقرہ پُورا کر دیا۔ "میں اور تمھاری ماں تمھاری شادی جلد سے جلد کر دینی چاہتے ہیں"۔

فوسانوریکا نے سامنے دیکھا کہ مائرا کی نظریں پھولوں کے آبشار کو دیکھتے ہُوئے اس پر جم گئی ہیں۔ وہ خاموش اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھے

بیٹھا رہا۔ اُس کے چہرے سے دل کی تیز دھڑکن ظاہر نہیں ہوتی تھی۔ "میں اُس کی تعظیم کے لئے نہیں جھکوں گا"۔ اُس نے دل میں کہا۔ "اس کی نظریں میری آنکھوں کے بعد اب میرا جائزہ لینے لگی ہیں۔ میرا ڈھیلا لباس، گھٹنے، ہاتھ اور زوری (کھڑاؤں) بھی اُس نے دیکھ لیں۔ اس کے لب حرکت کر رہے ہیں۔ لیکن وہ مسکراتی نہیں"

"وہ ایڑیوں کے بل بیٹھا ہے"۔ ماٹرا سوچنے لگی "اس نے اپنی کھڑاویں اتار دی ہیں کیونکہ وہ چٹائی پر بیٹھا ہے۔ میں بھول ہی گئی تھی کہ وہ تو جاپانی ہے۔ مشرقی! ۔ اور یہ بوڑھا اس کا باپ ہوگا۔ یہ دونوں جاپانی ہیں"۔ اس کی نظر میں جاپانی اپنے لباس میں اور بھی خوبصورت معلوم ہو رہا تھا۔ اُس نے اپنے دل سے پوچھا "کیا اُس نے مجھے دیکھ لیا ہے، شاید دیکھ لیا ہو! وہ سمجھتا ہوگا کہ میں اُسے مشرقی کپڑوں میں پسند نہیں کرتی۔ کس قدر بھول پن ہے۔"

جب دوبارہ اس کی نظریں فوسانوریکا سے ملیں تو اس نے خود سر کو تعظیماً جنبش دی اور مسکرائی ۔ فوسانوریکا بھی جھک گیا۔ ایک دفعہ۔ دو دفعہ اور پھر اپنی لمبی لمبی آستینوں میں ہاتھ اندر کر کے خاموش کھڑا ہو گیا۔ پھولوں سے گھرا ہوا، اس کا قدِ رعنا نہایت بھلا معلوم ہو رہا تھا۔

ماٹرا تعظیماً گردن جھکا کر ایک طرف چلی گئی اور فوسانوریکا اپنے باپ کے پاس بیٹھ گیا، جو تیوری پر بل ڈالے ماٹرا کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ تو غیر ملکی ہے"۔ بوڑھے نے حقارت سے کہا "تم اس کو

کیسے جانتے ہو؟"

فوسانوریکا خیالات میں کھویا ہوا تھا۔ اُس نے کچھ نہیں سنا۔

"یاد رکھو اے جانِ پدر! تم جاپانی ہو اور ان لوگوں کی فرمانبرداری تمھارا فرض ہے جنھوں نے تمھیں زندہ رہنے کے قابل بنایا"۔ بوڑھے نے خفگی آمیز شفقت کے لہجے میں کہا۔

"ایک دفعہ میں نے اس خاتون کا کام کیا تھا" فوسانوریکا اپنے بوڑھے باپ کو سہارا دے کر اٹھاتے ہوئے بولا —— اور عین اسی لمحے جب ایک پنکھڑی، ہوا میں لہراتی ہوئی اس کی ہتھیلی پر آگری تو اُس نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ "اس پھول کی پتی نے مجھے یقین دلا دیا ہے کہ ایک دن وہ میری ہو جائے گی"۔ اس نے دل میں کہا اور پنکھڑی کو اطمینان سے مٹھی میں بند کر لیا۔ لیکن اُس نے یہ نہیں دیکھا کہ میں نے پنکھڑی کی نزاکت کو مسل دیا ہے اور بوڑھے کی آنکھوں میں حسد پیدا ہو گیا ہے۔

یاد رہے
جو شخص دنیوی آلائشوں سے پاک ہے
اُس کو مکمل آزادی دے دی گئی ہے
جسمانی اور روحانی

بدھی مقولہ

فوسانوریکا کشمکش میں مبتلا تھا۔ پہاڑی پر چڑھ کر کبھی اپنی محبوبہ

تک پہنچنے کی آرزو کرتا اور کبھی اس کے خیال کو بھول جانا چاہتا تھا۔ اُس نے دُعا کی تھی کہ میں اپنے جذبات پہ قابو پا لوں اور اُس کی دُعا قبول ہو گئی تھی۔ اب وہ باغ میں اس کا سکون برباد کر دینا چاہتا تھا۔ اس نے اُس کو مضطرب تو اُسی وقت کر دیا تھا جب اس نے اُس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے اور پھر چھوڑ دیئے تھے۔ وہ ایسی زنجیروں میں گرفتار ہو گئی تھی جو اُسے خود بخود اُس کی طرف کھینچ کر لا سکتی تھیں۔ اُس نے قصرِ آغاز کی طرف دیکھا کہ شاید دروازہ کُھل رہا ہو اور روشنی کی کوئی شعاع چمکے، مگر ایسا نہیں ہُوا۔ اُس نے اپنے کپڑوں کو دیکھا، جن میں کوئی تاثیر نہیں تھی۔ پھر وہ گنبد دار عمارت کی بالائی منزل پر تنگ زینے سے چڑھ گیا۔ چمکیلی دیواریں اور چھت منور تھیں۔ اندر پہنچ کر وہ الماری میں ریشمی کپڑوں کی تہوں کی طرف بڑھا اور اُس نے ایسے رنگین لباس کی تلاش کی جس سے پھولوں کے موسم میں حسن و عشق مترشح ہوتا تھا۔

"طلائی۔ قرمزی۔ بادامی۔ سپید، نہیں" وہ کپڑوں کو اُلٹ پلٹ کرتے ہُوئے بولا۔ "اس کا میرے پاس اِس وقت آنا ایسا ہو گا جیسے کوئی کلی شام کے دھندلکے میں محبّت کی سنہری کرنوں پہ تیرتی ہوئی بھونرے کے پاس آ جائے۔ کاش وہ میرے پاس آ جاتے۔"

اُس نے اپنے کپڑے اتار کر ارغوانی لباس زیبِ تن کیا جس پر طلائی دھاریاں پڑی ہوئی تھیں اور نیچے کی منزل میں آ کر بدھ کے مجسمے کے آگے دو زانو ہو گیا۔

"محبّت، زندگی اور نور کے دیوتا! اُسے یہاں بھیج دے"۔ وہ سرنگوں ہو کر دعا مانگنے لگا۔ "معبود! مجھے دنیا میں جنت عطا فرما اور اگر میری محبّت میں اتنی کشش نہیں کہ وہ رات کو میرے پاس آ جائے تو میں سمجھوں گا کہ مجھے اپنی ماں کی خواہش کے مطابق اپنی ہم وطن لڑکی سے شادی کر لینی چاہیئے۔" وہ اُٹھ کر شہ نشین میں آ گیا جہاں سے اُس نے دیکھا کہ سامنے سے روشنی اپنے تیر چھوڑ رہی ہے۔ وہ نیچے اتر کر باغ میں "شجرِ پُرشکوہ" کے سایہ میں کھڑا ہو گیا، جس کے پھُول فوارے کی طرح چاروں طرف کھلے ہوئے تھے اور جہاں شہد کی مکھیاں اپنی دلفریب موسیقی میں مشغول تھیں۔ "وہ مجھے دُور ہی سے دیکھ سکتی ہے۔" فوسانوریکا نے دل میں کہا۔ "اور اگر اس کا دل چاہا تو وہ خود یہاں آ جائے گی، ورنہ واپس چلی جائے گی۔"

رواتے آسمانی پر، ستاروں کے جھرمٹ بکھرے ہُوئے جواہرات معلوم ہوتے تھے۔ زنجیروں کی کھڑکھڑاہٹ، چپوؤں کی آواز اور پھر مائزا کے گھاس پر چلنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

"تم ہو!" اس نے آہستہ سے کہا۔ اس کی برہنہ کمر، سینے کا اُبھرا ہوا بالائی حصّہ، ننگے بازو اور لطیف جلد اس کی دوشیزگی کا ثبوت دے رہی تھی۔

وہ حسین تھی، وہ جمیل تھا اور "شجرِ پرشکوہ" ان پر جذباتی کیفیت طاری کر رہا تھا۔ اور جب وہ اُس کے قریب آ گئی اور وہ اُس کے ہاتھوں کو

اپنے ہاتھوں میں لینے لگا، تو اُس نے کہا: "میں ان عجیب و غریب درختوں کو دیکھنے آئی تھی۔ جھیل پر سے یہ روشنی نہیں دکھائی دیتی تھی۔ ورنہ میں یہاں نہ آتی۔"

پھر اُس نے اس کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا "سنو۔"

صرف ایک معطّر سا لمس ان کے لبوں کی تفریق کر رہا تھا۔ ایک شہد کی مکّھی، جو مست ہو چلی تھی، اس کے سینے پر بیٹھ گئی۔ وہ چیخی اور اُس سے بچنے کے لئے فوسا نوریکا سے چمٹ گئی۔ اُس نے شہد کی مکّھی کو ہٹا کر نیچے پھینک دیا اور اس کی کمر کو اپنے ہاتھوں کی گرفت سے آزاد کر دیا مگر جب اُس نے کوئی حرکت نہ کی تو وہ یہ سمجھ کر مسکرانے لگا کہ اس میں اب روحِ محبت پیدا ہو چلی ہے۔

"سنو!" وہ بولی۔ "فضا موسیقی سے بربز ہے۔"

"ہاں مشرق تمھیں بلا رہا ہے۔" اُس نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ "میں مشرق ہوں۔ محبّت تمھیں پکار رہی ہے اور میں اپنے ہاتھ سے محسوس کر سکتا ہوں کہ تمھارا دل خوفزدہ پرندے کی طرح تمھارے سینے میں دھڑک رہا ہے۔ دیکھو اس روشنی کے بجھتے ہی ستارے ہم دونوں کو یکجا دیکھیں گے۔"

اُس نے درخت کی بلند شاخ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور روشنی گل ہوگئی۔ اور جب پنکھڑیوں نے ایک ایک کر کے اُن پر گرنا شروع کیا، تو اُس نے اپنا الفت سے مملو چہرہ اس کے چہرے پر رکھ دیا —— اور مندر کی گھنٹیاں نغمہ زن ہو گئیں۔

"کیا اس آواز سے تمھیں خوف معلوم ہوتا ہے؟ یہ مشرق ہے۔ تم جانتی ہو کہ میں جاپانی ہوں۔ کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو؟ کیا میرے بوڑھے باپ سے تمھیں خوف معلوم نہیں ہوتا، جسے تم نے سہ پہر کو میرے ہمراہ دیکھا تھا؟ تم بالکل آزاد ہو۔ اب بھی وقت ہے، تم یہ سمجھ لو کہ تم مغربی ہو اور اُس شخص کے تم پر فرائض ہیں جس سے تم نے دولت کی خاطر شادی کی ہے۔ تم اب بھی اُس کے پاس جا سکتی ہو۔ تمھارے بطن سے اُس کے بچے پیدا ہو سکتے ہیں لیکن میں تمھیں چاہتا ہوں، اور میری محبت اس قدر صادق ہے کہ میں تمھیں اپنی طرف مائل کرنے کی کبھی کوشش نہ کروں گا، تاکہ تم اپنے فرائض بدرجۂ احسن ادا کر سکو۔"

فرض نے آگے بڑھ کر آہستگی سے اس کے کان میں پکارا۔ وہ اس سے علیحدہ ہو کر محرابی دروازے کی طرف چلی مگر اُس کے قدم تھم گئے۔

"محبت!" وہ اُس کی طرف بڑھا "محبت کے لئے رنگ، نسل اور رسم و رواج کچھ وقعت نہیں رکھتے۔"

وہ اُس کی طرف کھنچ آئی اور اُس کے قدم محبت کے راز کا انکشاف کرنے لگے۔

فراست اور فرض ان دونوں کے دماغوں پر مسلّط ہو گئے تو اُس نے بغیر کچھ کہے عائرا کو کشتی میں سوار کیا اور جھیل پار کر کے اُسے پہاڑی پر مکان تک پہنچا آیا۔ "تاوقتیکہ محبت تمھارے قلب، تمھاری آنکھوں اور تمھارے ہاتھوں کو مَس نہ کر دے اس سطح آب کو مشرق اور مغرب کے درمیان حائل رہنے دو۔ کیا خبر محبت پکارتی ہوئی تمھیں یہیں لے آئے جہاں وہ تمھاری

منتظر ہے اور رہے گی"! اس نے سرگوشی میں کہا اور گردن جھکا دی مگر اُس کے ہاتھوں کو نہیں چھوا۔ وہ اندر چلی گئی اور فوسانوریکا واپس آکر پرستش گاہ کے سامنے دوزانو ہو گیا۔

"آرام کہاں سے کروں"! اے معبودِ رفیع! عشق میں سکون نہیں ہے۔ مجھ کو جذبات اور خواہشات کے طوفانِ عظیم نے گھیر لیا ہے!"

اُس نے خلوصِ دل سے کہا اور اپنی ماں کی رُوح، کی لوح کی طرف مُنہ کر کے کہنے لگا" اے ماں! میں نے تجھ سے عہد کیا تھا کہ بیاحت سے واپسی پر شادی کر لوں گا، تاکہ تیرے کاغذی دریچے میں تیرا پوتا اپنی معصوم انگلیوں سے سوراخ کرے —— اس وقت میں محبت سے واقف نہیں تھا مگر اب میں اس عہد پر قائم نہیں رہ سکتا۔ اس مغربی عورت کے لئے مجھے اپنے والدین کی نافرمانی کرنی ہوگی۔ اے ماں! میں اسے نہیں چھوڑ سکتا"

وہ بدھ کے بُت کے آگے سجدے میں گر پڑا" اے معبودِ حیات! مجھے ایسی راہ دکھا دے جس پر گامزن ہو کر میں اسے اپنی بیوی بنا لوں۔ اور اِن بیڑیوں کو کاٹ دوں جن میں وہ جکڑی ہوئی ہے — اے معبود مجھے عقل عطا کر!"

وہ سر جھکاتے شہ نشین میں آگیا، جہاں اُس نے دیکھا کہ اُس کی دعاؤں کا جواب مل رہا ہے۔ کوہِ آتو کی چوٹی پر سے روشنی کی قدیم کرنیں اسے راستہ دکھا رہی تھیں!

وہ سرنگوں ہو گیا" پہاڑ کی چوٹی پر فراست میرا انتظار کر رہی ہے۔

مقدس "کوبے دے شی" کے مندر کی یاترا سے وہ مجھے میسّر آجائے گی"۔ اس نے اپنا سر اٹھایا اور آسمانوں کی طرف اپنا خوبصورت چہرہ کر کے کہا "کویاسان کی چوٹی پر مجھے معلوم ہو جائے گا کہ ہماری روحیں متحد ہو سکتی ہیں یا نہیں"۔

اس نے پھر سرنگوں ہو کر التجا کی "مجھے فردوسِ ارضی عطا کر، اے معبودِ محبّت!" اور یاترا کی تیاری کے لئے اندر چلا گیا۔

اگر تمھارے راستے پر کوئی سایہ پڑ جائے تو مڑ کر دیکھو!

جاپانی مثل

اوباسان بھاگتی ہوئی آئی "کیا کہہ رہے ہو؟"

"ہمارا آقا یاترا کرنے چلا گیا ہے۔ برہنہ پا۔ سفید کپڑوں میں ملبوس"۔

اوجی سان کفِ افسوس ملتے ہوئے کہنے لگا۔ "اس کو علم ہے کہ میں بھی اس کے ساتھ پیدل چل سکتا ہوں، اور اُس کی خاطر جان دینے کو تیار ہوں لیکن اس نے پھر بھی مجھ سے اپنے جانے کے متعلق کچھ نہ کہا اور تم کیوں ہانپ رہی ہو؟"

اوباسان حیرت زدہ ہو کر بولی "ہماری مہمان خاتون بھی پاک کوہِ کویاسان کی یاترا کے لئے اسی وقت کی گاڑی سے روانہ ہو رہی ہیں۔ معلوم بھی ہے وہ رات بھر بیدار رہیں اور ان کا چہرہ سفید پڑا ہوا ہے؟"

آٹھواں باب

حکمت گھٹا ٹوپ اندھیرے کو بھی منور کر دیتی ہے۔

بدھی مقولہ

بوڑھے اور جوان، کمزور اور طاقتور، مرد اور عورت یاترا کے لئے پہاڑ پر چڑھ رہے تھے اور اُن کی شکل سے خلوص ظاہر ہوتا تھا۔ تمام فضا اُن کی بلند دعاؤں سے بریز ہو رہی تھی

نامو ——— آمیدہ ——— بوتو

(ہم تیری پرستش کرتے ہیں اے ابدی بدھ)

آدھی رات گذرنے کے بعد بھی جب شباب اور فرض کی کش مکش مائل بہ سکون نہ ہوئی تو مائرا کو معاً کویاسان کی مشہور یاترا کا خیال آیا۔ پرستش گاہ کا تقدس، رات کا سکون اور خانقاہ کی شب گذاری اس کے دماغ پر مسلّط ہو گئی اور اُس نے سوچا کہ شاید وہاں خاموشی اور تنہائی میں ان زنجیروں

کونوڑ نے میں کامیاب ہو جاؤں، جو جاپان نے میرے پاؤں میں پہنا دی ہیں اور پھر وہاں سے میں اپنے شوہر کے پاس چلی جاؤں گی۔

وہ نیم وا آنکھوں سے اُن مسرور لوگوں کو دیکھ رہی تھی، جو یاترا کے لئے جا رہے تھے۔ ان لوگوں کے درمیان، اس کی نظر سے اوجھل، فوسانو آریکا بھی چل رہا تھا وہ کبھی ضعیف مرد اور عورتوں کو بلندی پر چڑھنے میں سہارا دیتا اور کبھی محتاج اور اپاہجوں کو خیرات تقسیم کرتا تھا۔ دوسرے لوگوں کی دعاؤں کے ساتھ وہ بھی پر تاثیر لہجے میں مناجات کر رہا تھا۔

نامَا —— آمیدہ —— بتسو

فوسانو آریکا کی آواز اس لئے اور بھی بلند تھی کہ اُس عورت کا خیال اُسے نہ ستاتے جس نے اُسے اپنا گرویدہ کر لیا تھا لیکن جو اس سے تھوڑی دور، اُسی کے پاس کھنچی آ رہی تھی۔

بالآخر وہ خانقاہ پہنچ گیا۔ لیکن اِس طرح کہ بھوک اور پیاس کے علاوہ اس کے پاؤں میں چھالے بھی پڑ گئے تھے۔ راہب بولا "ازراہِ کرم ان دونوں کمروں میں سے ایک پسند کر لیجیے، کیونکہ دُوسرے میں ایک اور مہمان کا انتظام کرنا ہے۔"

فوسانو آریکا نے ایک دریچے میں سے تالاب کے اس کنارے کو دیکھا جس میں قوسِ قزح منعکس ہو رہی تھی اور کہا "مجھے اس کمرے میں رہنے کی اجازت دیجئے۔"

"بہت اچھا۔" راہب نے جواب دیا۔" میں اب جاتا ہوں۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو میں کسی اور وقت آپ کے پاس باتیں کرنے آجاؤں گا۔ مندر جانے کا راستہ قبرستان میں سے ہے۔ وہاں لالٹین کی روشنی رات بھر رہتی ہے۔"

فوسانوریکا نے اس کے آگے سر جھکا دیا۔

راہب دیوار سرکاتے ہوئے بولا " ہر چیز۔ جنگل اور پہاڑ بھی۔ جس کا اس دنیا میں وجود ہے، ایک دن فنا ہو جائے گی۔"

یہ کہہ کر وہ باہر چلا گیا، جہاں اُس نے مائرا کا استقبال کیا۔

میں یاترا کر رہی ہوں
محبت کی راہ طے کر کے
اور دعا کرتی ہوں کہ اے معبود
مجھے میرا دلبر مل جائے۔

جاپانی نغمۂ اُلفت

مندر کی یاترا کے لئے رات کی اداس اور مدھم روشنی میں فوسانوریکا بھی جا رہا تھا۔

نامو ــــ آمیدہ ــــ بتسو

مندر کے دامن میں راہب اور اُس کے ارد گرد یاترا کرنے والے متقدس

کو بے دے شی کی حمد و ثنا کر رہے تھے اور مائرا ان سب سے پیچھے درختوں کے سائے میں سرنگوں بیٹھی تھی۔ فوساکو ریکا نے زمین بوس ہو کر دعا مانگی:
"اے پاک ذات، مجھ کو عقل عطا فرما، تا کہ میں سکون کی راہ تلاش کر لوں۔"
لیکن اُس کے بربطِ قلب سے صدا بلند ہو رہی تھی "مجھے محبت عطا کر، مجھے محبت عطا کر!"

لوگ رخصت ہو گئے۔ خاموشی! تنہائی! سکوت!

مائرا سب سے آخر میں اُٹھی، تا کہ راستے میں اُسے کوئی نہ دیکھے۔ وہ درختوں کی آڑ میں بچتی بچاتی اور راستے کی ہیبت ناک اجنبیت سے خوفزدہ ہوتی ہوئی جلدی جلدی جا رہی تھی کہ دفعتاً درختوں کے ایک جھنڈ میں رُک گئی۔ ایک جاتری سات دیوتاؤں کے مجسموں کے سامنے، پانی سے بھرا ہوا چمبل لئے کھڑا تھا۔

اُس نے ان بتوں پر پانی چھڑکا اور التجا کی "اے معبود جینز وا میں محبت کا پیاسا نہ مروں، اور اگر ہم دونوں زندگی کے راستے پر —— ایک ساتھ چل سکتے ہیں تو مجھے کسی طرح بشارت دے دے" وہ رخصت ہو گیا۔

—— اور سکوت طاری ہونے کے بعد، وہ بھی خانقاہ کی طرف روانہ ہو گئی۔

برگھائے سبز پر شبنم شب چمک رہی ہے!
اور آنسوؤں کے قطرے بھی!

جاپانی راگ

مائرا نے متوحش سے لہجے میں کہا "آپ کو تکلیف ہوئی۔ معاف فرمایئے گا۔ میں راستہ بھول گئی تھی۔ نہ جانے میرا کمرہ کونسا ہے!"

"تکلیف کی کیا بات ہے" راہب بغیر اُس کی طرف دیکھے بولا "غیر ملکی اکثر راستہ بھٹک جاتے ہیں"

اس نے دیوار کا ایک حصہ سرکایا "آپ کا کمرہ یہ ہے۔ معبود کرے آپ کی تکان دُور ہو جاتے"

"جی ہاں، مندر آنے جانے سے میں بہت تھک گئی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ خوب گہری نیند سوؤں گی"

"اور شاید" راہب نے کہا "آپ کو اپنے استفسار کا جواب بھی۔ —— سکون یا علاج —— مقدس کو بے دے شی کی طرف سے حاصل ہو گیا ہو گا، کیونکہ وہ معبودِ فراست، بدھ کی طرح صاحبِ عقل ہے"

خاموشی طاری ہو گئی۔ مائرا نے اس کو توڑا، اور راہب کے چہرے کی طرف جو نفسانیت سے عاری نظر آ رہا تھا دیکھتے ہوئے کہا "میرے خیال میں محبت کے معموں کا کوئی حل نہیں ہے"

راہب نے اُس کی طرف استعجاب سے دیکھا اور پھر نظر ہٹا کر کہنے لگا "محبت، خواہش ہے اور اسی لئے دُکھ ہے، رنج ہے اور اس کا انجام المناک ہے۔ محبت صرف خواہش سے پیدا ہوتی ہے اس لئے اسے پامال کر دینا چاہیئے۔" وہ تعظیماً جھکا "اچھا اب اجازت دیجئے۔"

اُس نے دیوار سرکائی اور فوسانوریکا کے کمرے میں داخل ہو گیا۔

فوسانوریکا اس بعید از معصیت راہب کو دیکھ کر احترام سے کھڑا ہو گیا۔

مائرا اُٹھ کر شہ نشین میں آگئی، جہاں ان دونوں کی باتوں کی آوازیں آرہی تھیں۔

"یاد رکھو!" راہب کہہ رہا تھا۔ "جب تک تم اس محبت پر قابو نہ پاؤ گے اور اُسے اپنے پاؤں سے نہ کچل دو گے، دُکھ اور اضطرب باقی رہیں گے اور تمام عُمر خواہشات تمہارے سکون کو برباد رکھیں گی۔ کیا مہاتما بدھ کا درس بھول گئے کہ "ہر چیز فنا ہو جائے گی، کسی کو بقا نہیں، تو پھر محبت، جو جسمانی خواہش ہے ——— کیسے برقرار رہ سکتی ہے!" پھر وہ دوسری دیوار سرکا کر جاتے ہوئے بولا "علی الصباح پوجا میں اوروں کے ساتھ تم بھی شریک ہو کر روحوں کو خوشبو کی تدریپش کرنا۔ گھر جا کر روزے رکھنے شروع کر دو اور دنیاوی خیالات کو چھوڑ کر معبود کا دھیان کرو۔"

فوسانوریکا باغ میں جانے کے لئے نکلا، اور مائرہ دروازے کے باہر کھڑی ہوئی کسی خیال میں غرق ہو گئی۔

"ایک راہب کے لئے یہ کہنا آسان ہے۔" فوسانوریکا کہنے لگا۔

"وہ ایک ایسے درخت کی طرح جوان ہُوا ہے جو پہاڑوں کے بیچ میں بڑھا ہو اور جس تک سورج کی روشنی کبھی نہ پہنچی ہو اور وہ ایک ایسی اونچی چٹان کی طرح ہے جو سمند کے لمس سے ناآشنا ہے۔" اُس نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے:
"اناتا (اے محبوبہ)، اگر اس نے میرے دل کی تڑپ محسوس کی ہوتی، اگر اس نے تمہارے چہرے کا حجاب دیکھا ہوتا۔ اگر اس کو تم سے محبت ہوتی۔ اگر وہ تمہیں اپنی بیوی بنانے کی آرزو رکھتا، تو کیا وہ اس خواہش سے آپے سے باہر نہ ہو جاتا جسے وہ بُرا بھلا کہہ رہا ہے" پھر اُس نے ستاروں کی طرف دیکھا۔
"اے ملکۂ قلب! تو کہاں ہے؟ اُف یہ لمحات جبکہ میں تجھ سے جدا ہوں کس قدر دلگداز ہیں۔ آہ! تو میری نہیں ہے اور کوئی علامت بھی مجھے نہیں بتاتی کہ تو میری ہو جائے گی... کیا میں تیری جستجو کروں یا میں تیرا خیال ترک کر دوں؟"

اور جب وہ اس کے پاس سے گزرا تو مائرا چونک پڑی۔

"تم" اس نے آہستہ سے کہا۔

اس نے اُس کے ہاتھ پکڑ لئے۔ "علامت!"

"علامت؟"

"میں یاترا کے لئے آیا تھا کہ کوئی علامت مجھے یقین دلائے کہ ہم دونوں زندگی کی راہ پر یکجا چل سکتے ہیں اور تم ——— یہاں ہو مجھ سے بے خبر ——— برابر کے کمرے میں ——— اور یہ راہب تمہیں پانے کی خواہش پر مجھے بُرا بھلا کہتا ہے" وہ اُس کے ہاتھوں پر جھک گیا۔
"اناتا! تو آؤ باتیں کریں ———————

واقعی ایک سفید فام عورت سے عشق کرنا تعجب انگیز ہے اور خصوصاً کسی شخص کی دوشیزہ بیوی سے۔" اور جب ماتؔرا نے اپنے ہاتھ کھینچے تو اس نے ان کو چھوڑ دیا اور پہاڑ پر آنے کی وجہ دریافت کی۔

ماتؔرا نے جواب دیا" سیر کرنے۔"

وہ ہنس دیا" نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کیوٹو سے کیوں بھاگ آئیں۔ اس لئے کہ تمھیں میری محبت کا خوف تھا اور مغرب کے "قابلِ نفرین الفاظ میں تم ایک "معزز بیوی" ہو۔ ہم دونوں کے درمیان صرف ایک کاغذی دیوار حائل ہے جس میں کوئی دروازہ یا قفل بھی نہیں، اس پر ذرا غور تو کرو۔" وہ اُس کے کمرے میں چلا گیا" جاپان میں کوئی کمرہ اس وقت تک خوابگاہ نہیں سمجھا جاتا جب تک کوئی سویا ہوا نہ ہو۔ مجھے امید ہے کہ اگر میں تمھارے بستر کا رخ بدل دُوں تو تم کچھ خیال نہیں کرو گی۔"

اُس نے اُس کا بستر دیوار کے قریب کر دیا اور کہا۔" جاپان میں دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔ اس لئے میں ان کو معلوم نہیں ہونے دوں گا کہ ——— ہم دونوں ایک دوسرے سے واقف ہیں۔ اگر تم پوجا میں آؤگی تو میں تم کو دیکھوں گا بھی نہیں اور اگر ہم ایک جگہ مل بھی جائیں گے تو میں صرف سر جھکا لوں گا۔" اس نے اس کے ہاتھوں کا بوسہ لیتے ہوئے کہا۔" شب بخیر، دیوتا تمھاری حفاظت کریں۔" اور اس کے پاس سے چلا آیا۔

عصمت شک سے پاک ہے۔

جاپانی مثل

مائرا نے دفعتاً آنکھیں کھول دیں۔ اس کے اور اس کے جاپانی محبّ کے درمیان کوئی دیوار حائل نہیں تھی۔ ان کے بستروں کے درمیان صرف ایک انچ کی وہ جگہ خالی تھی جہاں دیوار سرک آتی تھی۔ وہ سامنے نظریں جمائے دیکھتی رہی۔ اُس کے شانے، سینہ اور بازو برہنہ تھے۔ اس کے تکئے پر فوسا نوریکا کا ایک ہاتھ رکھا ہُوا تھا۔ اس قدر قریب! وہ نہیں سمجھ سکی کہ جاپانی سو رہا ہے یا اپنے ہاتھ کی اوٹ میں سے مجھے دیکھ رہا ہے۔
—— اور اُس نے دیوار کب سرکائی تھی؟ اور کتنی دیر سے وہ وہاں لیٹا ہوا ہے؟ اس قدر قریب! اس قدر نزدیک! وہ چاہتی تھی کہ دیوار کھینچ لے اور رضائی سے اپنا نیم عریاں جسم ڈھک لے لیکن اس میں جرأت نہیں تھی۔ کیا خبر ذراسی حرکت اس انچ برابر جگہ کو محبّت، جذبات اور خواہشات سے لبریز کر دے۔

وہ اس قدر پاس پاس سو رہے تھے —— سکوت!

وہ اپنے محبّ کے پہلو میں اس کے مشرقی سحر سے محفوظ رہنے کی دعا مانگتے ہُوئے سو گئی

ناما —— آمیدہ —— سُتنسو

یاترا کے لئے آنے والے صبح کی پوجا کے بعد خوش و خرم واپس ہو گئے۔ ان میں مائرا بھی تھی اور سب سے پیچھے —— فوسانوریکا!

نواں باب

بے معنی گفتار
بنی نوع انسان کے لئے تکلیف دِہ ہے
اور تاریکی سے ملفوف

بدھی مقولہ

پہاڑ پر سے اتر کر وہ بے حد تھک گئی تھی، اس لئے وہ ریل میں آنکھیں بند کئے بیٹھی رہی۔ اُس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ کیوٹو پہنچتے ہی جم کے پاس چلی جاؤں گی اور اس نے مصوّر کے نام ایک خط لکھنے کا بھی ارادہ کیا کہ اگر آپ چاہیں تو گنبد دار عمارت یا قصرِ آغاز میں مسودہ مصور کرتے رہیں۔

وہ خیالات میں کھوئی ہوئی تھی کہ دفعتاً کسی نے کہا "آہا مسز کیلگ ہاں!" مائرا نے آنکھیں کھولیں۔ سامنے کاؤنٹس جین دنسو کی کھڑی تھی "خوب ملاقات ہوئی مگر اسٹیشن آنے والا ہے۔ میں تو تمہیں خط لکھنے ہی والی تھی۔" اُس نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "شوہر سے ملے ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا اور وہ اب تک ٹوکیو میں کیا کر رہے ہیں؟"

مائرا نے ہنس کر آب رسانی کی کسی تجویز کو تاخیر ملاقات کا سبب بتایا۔

"آب رسانی کی تجویز؟" وہ سنبھل کر بولی "یوکوہاما کے لئے آب رسانی کی تجویز؟ نہیں۔ رقاصائیں، رقاصائیں!! تم یقین کرو تمام شہر میں اس کا چرچا ہو رہا ہے۔ کاؤنٹ کے ایک دوست نے خود اُسے ایک فاحشہ رقاصہ کے ساتھ موٹر میں بیٹھے دیکھا تھا، جو خوب بنی سنوری رہتی ہے اور کہا یہ جاتا ہے کہ وہ "اوہارا سان" اُس کا نام ہے ۔۔ اس کے ملازم سے منسوب ہے، خوب بات بنائی، لیکن خادمائیں اپنے مالک کے ساتھ تو تھیٹر میں نہیں جاتیں۔ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ تمھارے شوہر ایک رقاصہ کے ساتھ محبت کی پینگیں بڑھا رہے ہیں۔ میں چاہتی تھی کہ تمھیں اس کے متعلق کسی طرح خبر کر دوں۔ اس کا اصل نام "اوسومی" ہے۔ وہ بیحد حسین ہے، شفتالو کی طرح۔ لو اسٹیشن آگیا۔ مجھے یہاں اترنا ہے۔ پھر ملاقات ہوگی۔ خدا حافظ۔" مائرا نے مسکرا کر خدا حافظ کہا، مگر اُس کے دل میں برچھیاں لگنے لگیں۔ وہ بھی تو آخر جوانی کے جذبات سے مغلوب ہوگئی تھی۔ لیکن اُس نے اپنے اُوپر قابو پا لیا اور یہ جسم! ایک رقاصہ کے ساتھ؟ وہ دل شکستہ ہو گئی اور اُس کی امیدوں پر پانی پھر گیا کہ جس شخص کی خاطر وہ کش مکش میں مبتلا رہی، اُس نے اُس کا درجہ جاپان کی پیشہ ور تیتریوں کے برابر سمجھا۔

اوسومی! رقاصہ! شفتالو کی طرح خوب صورت! اوسومی! رقاصہ! شفتالو کی طرح خوب صورت! ـــــ تباہی قریب تر آ رہی تھی۔

دسواں باب

شکیبائی نجات کا آغاز ہے
اور پیدائش کا انجام!

بدھی مقولہ

اوباسان نے جم کیلنگ ہان کا خط مائرا کو پیش کیا۔
رقاصہ کے خیال نے اُس کے دل میں ہلچل مچا رکھی تھی۔ غصے اور حسد میں اُس نے جم کا خط بغیر پڑھے آتشدان میں پھینک دیا۔ کاش وہ خط پڑھ لیتی! اس میں لکھا تھا:

"میڈونا پیاری!

تمہارے پاس آنے سے پیشتر یہ میرا آخری خط ہے۔
سنو! مجھے ابھی معلوم ہُوا ہے کہ لوگ میرے متعلق غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ نہ جانے کس دشمن نے یہ افواہ پھیلا دی کہ ٹوکیو کی رہنے والی رقاصہ سے میرا تعلق ہے۔ تم تک بھی یہ ضرور پہنچائی گئی ہو گی لیکن مجھے یقین ہے کہ

تم اس پر کوئی توجہ نہ کروگی، کیونکہ میں تم کو بے حد چاہتا ہوں۔ میڈونا پیاری تم دنیا کی حسین ترین عورت ہو!

میں فوراً ہی تمھارے پاس آنے والا تھا لیکن وادی میں دفعتہً پھر سیلاب آگیا اور مجھ سے بچّوں کی زندگی خطرے میں نہ دیکھی گئی۔ ایک دن تم بھی بچوں کی ماں بنوگی، اس لیے تم خود ہی سمجھ سکتی ہو کہ یہ ننھی سی جانیں کس قدر قابلِ رحم ہیں۔

تم یقین کرو کہ میں نے جب سے یہ افواہ سُنی ہے، مجھے بڑا صدمہ ہے۔ واقعہ صرف اس قدر ہے کہ اوہارا سان اور یارماؤتھ نے میری مہربانیوں کا شکریہ ادا کرنا چاہا اور انھوں نے اس کی بہترین صورت یہ سمجھی کہ میرے لئے تھیٹر کا ایک بکس مخصوص کرادیں۔

چونکہ یارماؤتھ میرے پاس بیٹھنے سے ہچکچاتا تھا اور ان دونوں میں سے ایک کا میرے ساتھ بیٹھنا ضروری تھا، اس لیے اوہارا سان میرے ہمراہ تھیٹر تک گئی۔ بس اتنی سی بات کا لوگوں نے بتنگڑ بنا دیا۔

کل میں پہاڑ پر جا رہا ہوں تاکہ اُن تباہ کاریوں کا خاتمہ کرنے کی کوشش کروں۔ اس لئے تم فی الحال مجھے کوئی خط نہ لکھنا۔ جس قدر جلد ممکن ہوگا میں فارغ ہوکر

تمہارے پاس آجاؤں گا، اور تمہارے قدموں پر گر پڑونگا۔ میں تمہیں بیحد چاہتا ہوں میڈونا۔ اس کا یقین کرو۔"

دل مصیبت اور تباہی کا سرچشمہ ہے
اس لئے اس پر قابو پا لو!

بدھی مقولہ

مائرا مضطرب و پریشان، سکون کی تلاش میں، باغ میں سے ہوتی ہوئی اُس طرف چلی جہاں قسمت اُسے لے جا رہی تھی۔ جھیل پار کر کے وہ پھولوں سے لدے ہوئے ایک درخت کے نیچے کھڑی ہو کر اپنے خیالات میں غرق ہو گئی۔ "کل میں جم کو لکھ دوں گی کہ وہ میری طرف سے قطعی آزاد ہے اور یہ کہ میں اُس کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ چکی ہوں۔ اس لئے اگر وہ چاہے تو رقاصہ سے شادی کر سکتا ہے۔"

سامنے گنبد دار عمارت چمک رہی تھی اور مرصع کمروں کی تاریک اور تنہا نشستیں اسے دعوتِ تسکین دے رہی تھی۔ وہ نہایت خاموشی سے تنگ زینے پر چڑھ کر اوپر کی منزل میں پہنچ گئی۔ اُس کی ایک جانب قسمت تھی اور دوسری جانب محبّت۔ سامنے تباہی تھی اور پشت پر

موت۔ یکایک کمرہ روشنی سے جگمگا اُٹھا اور اُس نے دیکھا کہ آلتی پالتی مارے مہاتما بدھ کا مجسمہ ایک طرف رکھا ہُوا ہے۔ خاموش، پرسکوت اور عظیم المرتبت، وہ سُبکیاں لیتی ہُوئی اُس کے آگے دو زانو ہو گئی اور فوسانو ر یکانے، جو راہب کی نصیحت کے مطابق تنہائی میں روزے رکھ کر عبادت کر رہا تھا اُس کی طرف ہاتھ پھیلا دیئے۔

"اناتا دا اے محبوبہ" اُس نے اُسے اٹھا کر اپنے زانو پر گلِ سوسن کی طرح لٹا لیا اور آہستہ سے کہا۔ "اے محبوبہ! اس شفق کی قسم! جس کی جھلملیوں میں دن اور رات ایک دُوسرے سے ملتے ہیں۔ اس لمحے کی قسم جب چاند پہاڑ کی چوٹیوں سے محوِ ناز و نیاز ہوتا ہے، تم میری ہو۔"

وہ کھڑا ہو گیا اور اُس نے اُسے سینے سے لگا لیا۔ "تم بانس کی لچکدار شاخ ہو اور میں اناس کا درخت۔ محب و محبوب درختوں کی طرح، اناتا، تم میری ہو۔"

وہ چونک کر اُس سے علیحدہ ہو گئی "نہیں!"

فرض اُسے پکار رہا تھا لیکن جذبات کہہ رہے تھے کہ جب اس کا شوہر دوسری عورت سے محبت کر سکتا ہے تو وہ بھی آزاد ہے۔

فرض نے جواب دیا "لیکن بہت سی عورتیں ثابت قدم رہی ہیں۔"

ترغیب نے سرگوشی کی "اور بہت سی عورتیں جذبات کے آگے بے بس بھی تو ہو گئی ہیں۔"

اس نے جاپانی کے خاموش، پرسکون، خوبصورت اور جذبات

سے مملو چہرے کو دیکھا۔

وہ پیچھے ہٹی ——— مضطرب و بے چین ——— دروازے کی طرف ہاتھ پھیلاتے ہُوئے!

"تم مجھے اپنی طرف بلا رہی ہو یا دُور ہٹا رہی ہو"۔ فوسا نوریکا اُس کی طرف مسکراتا ہُوا بڑھا۔ "شاید تم مجھے اپنی طرف بلا رہی ہو"۔ وہ رُک گیا، اور اپنے ہاتھ بازوؤں پر رکھ لئے۔ "اگر تم مجھے اپنی طرف نہیں بلا رہیں تو تم پیچھے ہٹ جاؤ"۔ اس کی جذبات سے مغلوب آواز کمرے میں گونجی "راستہ کھُلا ہوا ہے، تم جا سکتی ہو مگر سنو"۔ اُس نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا "——— اِن درختوں، پانی اور ہوا کو سُنو۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں، کیا تم سمجھتی ہو؟"

"نہیں"۔ وہ اُس کے چہرے کو تکتے ہُوئے بولی "میں جاپانی نہیں جانتی"۔

"ہاں تم نہیں جانتیں"۔ وہ اُس کے قریب پہنچ کر بولا "تم صرف خود غرضی اور تکبر کو جانتی ہو اور تم میں اِن خوبیوں میں سے ایک بھی نہیں، جن سے ہمارے ہاں کی عورتیں متصف ہیں۔ تم اپنی بے رخی اور زبان کی تیزی سے لوگوں کو مسحور کر لیتی ہو۔ اور پھر اُن کو اُن ذرات سے زیادہ نہیں سمجھتیں جنھیں تم اپنے پاؤں سے روند دیتی ہو۔ جاپانی عورتیں حسین ہوتی ہیں، خلیق ہوتی ہیں اور رحم دل بھی، لیکن تم نخوت میں سرشار رہتی ہو۔ اس لئے ہم تمھیں مفتوح کرنا چاہتے ہیں۔ تمھارے ہاں کی عورتیں کتنی ہی خوبصورت ہوں لیکن مستقل مسرت کا باعث نہیں ہو سکتیں۔

تمہارے دل تلوّن پسند ہیں اور تمہاری زبانیں بے پناہ پھر بھی ہم تمھیں پسند کرتے ہیں۔ کیونکہ تم ہمارے لئے انوکھی ہو۔ جیسے تمہارے ہاں کے مرد ہماری زناصاؤں پر فریفتہ ہو جاتے ہیں اگر مجھے تم سے بے غرض محبت نہ ہوتی تو میں صرف تمھارے جسمانی حسن سے لذت یاب ہونے پر اکتفا کرتا اور اب تک تمہارا خیال چھوڑ چکا ہوتا۔"

"تم خوب صورت ہو کر بھی تند خو ہو۔" مائرا نے نرمی سے کہا۔

"ارے نہیں، میں صرف مشرقی ہوں۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

"ہم عورتوں کے ساتھ نہایت شرافت سے پیش آتے ہیں، خاص طور پر محبوبہ کے ساتھ۔ لیکن میں تمھیں ترغیب نہیں دے رہا۔ صرف بتا رہا ہوں۔ تم قطعی آزاد ہو۔ چاہو تو یہاں سے چلی جاؤ۔ میں تم کو نشہ لنشین میں سے جاتے ہوئے دیکھوں گا اور تم سے محبت کرتا رہوں گا۔" اُس نے ہولے سے اس کی کہنیاں پکڑ کر اُسے دروازے کی طرف کر دیا۔

"جاؤ نا — نہیں جاتیں۔"

"یہ انگشتری! انگریزی وضع کی ہے؟" مائرا نے اُس کے سینے پر ایک انگوٹھی کو لٹکتے ہُوئے حیرت سے دیکھ کر کہا۔

"ہاں"۔ وہ انگشتری اس کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے بولا "اسے علیحدہ کرنیکی مجھے سخت ممانعت ہے۔ جب میں بالکل ذرا سا تھا اُس وقت سے، ایک زبردست بھونچال کے بعد، یہ انگشتری مجھے ہمیشہ کے لئے پہنا دی گئی ہے۔"

انگشتری دیکھ کر مائرآ کے جسم میں تھرتھری پیدا ہو گئی اور اُس نے آہستہ سے پوچھا " اس پر کندہ کیا ہے؟"

" یہی وقت ہے۔" وہ اس کے سنہرے بالوں کو چومتے ہوئے بولا " یہ اُن لوگوں کا مقصدِ عینی ہونا چاہیئے جو ہرا کیری[1] کا ارادہ رکھتے ہوں۔ ہرا کیری رنج و غم سے محفوظ رہنے کا واحد طریقہ ہے۔"

اُس نے اپنے ہاتھ پر آنسوؤں کے گرم قطرے محسوس کئے۔ اُسے کچھ یاد کر کے رونا آ گیا اور پھر محبت سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئی، مگر —— محبت کے راز اندھیرے میں کھوئے جاتے ہیں۔

جاپانی نے روشنی گل کر دی۔

" یہ مناسب نہیں تھا۔" کہہ کر اُس نے دروازے میں سے بھاگ جانا چاہا۔ فوسانوریکا کے جذبات میں تلاطم برپا ہو چکا تھا۔ اُس نے اس کی کمر میں حلقہ ڈال دیا۔

"کیا تم میری محبت کے عوض مجھے کچھ نہ دو گی؟" اُس نے اُسے سینے سے بھینچ کر آہستہ سے کہا۔ اور اپنے بازو پر سہارا دیکر اُس کے چہرے کو دیکھا کہ ایک محجوب مسکراہٹ لبوں پر پوری طرح پھیلنے سے پہلے رک گئی ہے۔ وہ بہت دیر تک اُسے پیار کرتا رہا۔ اُس کی پیشانی، بالوں اور آنکھوں کو چومتے ہوئے اُس نے کہا "میں مہرِ محبت تمہارے احمریں ہونٹوں پر

---

[1] خودکشی کا جاپانی طریقہ

اس وقت ثبت کروں گا، جب تم میری ہو جاؤ گی"۔

وہ اُس کے ہاتھوں میں سے پھسل کر فرش پر گر پڑی۔

سفید فرش پر گل سوسن کی طرح!

سامنے سنہری بستر تھا۔

اُس نے اُسے سنہری بستر پر لٹا دیا اور سمجھا کہ اُسے غشی آ گئی ہے۔

وہ اُس کے پاس بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ کیا میں اِسے اس کا حجاب دکھانے کے لئے بیدار کر دوں۔

مائرا نے آنکھیں کھول دیں۔

"تمھاری آنکھیں روشن شمعوں کی طرح ہیں اور تمہارا دہانہ سُرخ مُہر کی مانند"۔

اُس نے اُسے اپنی آغوش میں لے لیا۔ "تم حسین ہو، پیاری ہو، شرمیلی ہو، میری ہو، صرف میری!"

مائرا نے ایک آہ سرد کھینچی اور نیم وا آنکھوں سے اس کے جذبات سے مملو چہرے کو دیکھنے لگی۔

اُس نے اُس کے رخسار پر اپنا رخسار رکھ دیا اور اُس کی نظر دیوار پر اُبھرے ہوئے حروف میں جذب ہو گئی۔

سوک کیو۔ اب آرام کرو

"اپنا حسین سر میرے سینے پر رکھ کر آرام کرو۔ میری پیاری! آرام

کرو۔" اُس نے سرگوشی میں کہا، اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ساتھ ساتھ نیند کی آغوش میں چلے گئے اور معبود چیز و کے قدموں میں کسی پیدا ہونے والے بچّے کے لئے ایک کھلونا نمودار ہو گیا۔

صبح کاذب

مرغ بانگ دینے لگے!

گذشتہ رات نے مائرا کا سکوُن برباد کر دیا تھا۔ جھیل پار کرتے ہُوئے دفعتہً اس کے خیالات میں ہیجان برپا ہو گیا۔

—— "عصمت"

وہ دیوانہ وار چیختی ہُوئی جھیل میں سر کے بَل گر پڑی۔

"عصمت۔ گناہ کا کفارہ، اے معبُود!"

—— اور پہاڑی پر مندر کی گھنٹیاں المناک پیشین گوئی کرنے لگیں۔

حصّہ دوم

گیارہواں باب

طوفان آ رہا تھا، اور بادلوں کے سیاہ دیو پہاڑی کی چوٹیوں پہ اپنی خوف ناک نظروں سے غروب ہوتے ہوئے سورج کو گھور رہے تھے۔ ہر طرف سنّاٹا اور اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ صرف کبھی کبھی ایک بوڑھے شخص کی صورت دکھائی دے جاتی تھی، جو لکڑی ٹیکتا ہوا آہستہ آہستہ پہاڑی پر چڑھ رہا تھا۔ تھوڑی دور چل کر وہ کمزوری اور تکان سے بیٹھ جاتا اور کچھ دیر دم لے کر پھر چلنا شروع کر دیتا تھا۔

بیمار صورت مائرا طوفان کی ڈراؤنی علامتوں کو تک رہی تھی، اور فوسانوریکا اُس کے گلے میں باہیں ڈالے اُس کے قریب بیٹھا تھا۔ "تمہیں جھیل سے نکالے ہوئے ایک مہینہ گذر گیا۔ اِس تمام عرصے میں تم زیادہ تر بے ہوش اور اختلاجِ قلب میں مبتلا رہیں۔ یہ وقت میرے لئے بڑا کٹھن تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ طبیعت بحال ہونے کے بعد بھی ایک ہفتے تک تم نے مجھ سے مِلنا کیوں نہیں چاہا؟"

مائرا نے الماری کی طرف دیکھا، جہاں اُس کے شوہر کے پاس سے آئے ہوئے خطوط کا انبار لگا ہوا تھا۔ لیکن اُس نے اُن کو کھولا تک نہیں، کیونکہ وہ اُس سے خلع لینے کا ارادہ کر رہی تھی۔ چنانچہ اُس نے

جواب دیا۔" میں کچھ وقت لینا چاہتی تھی ——— ایک مہینہ ——— تاکہ معاملات کو یکسو کر دوں۔"

"معاملات کی یکسوئی؟" فوسانورایکا نے دہرایا۔ "تم کو یکسو کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تمھیں پابندیوں سے آزاد کرنے میں کوئی دقت نہ ہوگی مجھے سب معلوم ہے۔" اُس کے چہرے پر کوئی مسکراہٹ نہیں تھی۔ "سب جانتے ہیں، کہ جس طرح افضل النسل مادہ ایسے نر کی شریک حیات نہیں بن سکتی جو بازاری چڑیوں سے اختلاط میں لطف اٹھاتا ہو۔ اسی طرح تمھیں آزادی حاصل کرنے میں مشکلات پیش نہیں آئیں گی" اُس نے آنسوؤں کو بہتے ہوئے دیکھا۔ "اے میرے دل کی ملکہ، یہ بیش بہا آنسو دلدل پر نہ گراؤ۔ اے نجم اللیل! غنچۂ ناشگفتہ! نغمۂ بلبل! میں نے تمھیں شام کے جھٹپٹے میں حاصل کیا ہے۔ مجھے تم سے محبت ہے اور اس سے پیشتر نہ میں اس رمز سے واقف تھا، اور نہ اس کے بعد اس سے کبھی آشنا ہوں گا۔ اس وقت تک کسی کو میرے تمھارے پاس ہونے کا علم نہیں۔ سوائے اِن دو بوڑھے ملازموں کے جو تادمِ حیات باوفا رہیں گے۔ آؤ ہم ثابت کر دیں کہ محبت غیر قوموں اور مختلف عقیدوں کو متحد کر سکتی ہے۔"

وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر اُس نے سننے سے قطعی انکار کر دیا۔ اگر وہ سُن لیتا تو اس داستان کا انجام تبدیل ہو جاتا۔

اس نے اس کے ہاتھ چُومتے ہوئے کہا "ہاں ہم ثابت کر دیں گے کہ مشرق و مغرب کا ارتباط بغیر تباہی کے ممکن ہے۔"

"سنو!" وہ بولی "سنو تو سہی، مجھے کچھ کہنا ہے۔"

اُس نے اپنے ہاتھ آنکھوں پر رکھ لئے: "مجھے اندھیرا معلوم ہو رہا ہے۔" اُس پر غشی طاری ہو گئی اور فوسا نوریکا نے اُسے اپنی آغوش میں لے لیا۔

—— بوڑھا لکڑی ٹیکتا ہُوا پہاڑی پر چڑھ رہا تھا۔

مائرا ہوش میں آئی: "اب بہتر ہُوں۔ ایسا معلوم ہوا تھا کہ صحت کی مسرت سے میرا دم نکل جائے گا۔"

"اور میں تمھاری محبت میں مر جاؤں گا۔" فوسا نوریکا نے اُس کے چہرے کا رنگ بدلتے ہوئے دیکھا۔

مائرا بولی۔ "بجلی اور کڑک مجھ پر ایک خاص اثر کرتی ہیں۔ شاید میں نے تم جیسا حسین و جمیل مرد آج تک دنیا میں نہیں دیکھا۔ آؤ تھوڑی دیر کیلئے فرض کر لیں کہ تم مغربی ہو۔"

جاپانی نے سر ہلا دیا۔ وہ سنجیدہ تھا اور ایک لمحے کے لیے بھی نہیں چاہتا تھا۔ اُسے خوش کرنے کے لئے بھی نہیں۔ کہ میں جاپانی نہیں۔ "میں اپنے وطن کا شیدا ہُوں۔ میں اپنے والدین سے محبت کرتا ہُوں اور اُن کو ہمیشہ خوش رکھنا چاہتا ہُوں۔"

پھر اُس نے باتوں کا رُخ بدل دیا "میں وہ مسوّدے لے آؤں، جس میں میں نے تمھاری کئی تصویریں بنائی ہیں۔ تم چاء پیو گی؟"

اُس نے اوباسان کو بلا کر چائے لانے کے لئے کہا" اور جب وہ جانے لگی تو اُس نے اُسے روک لیا: "بوڑھی ماں! میں چاہتا ہُوں کہ تم مجھ سے ایک وعدہ کرو۔" وہ جاپانی میں کہنے لگا "اگرچہ تمھارا دُودھ خشک ہو گیا ہے مگر

دیوتاؤں کے سامنے وعدہ کرو کہ ایک روز اِن سفید فام مغربی خاتون کے بطن سے جو بچہ پیدا ہوگا تم اس کی آیا بنوگی۔"

بوڑھی عورت دو زانو ہو گئی۔

"میں تم کو اپنے راز سے واقف کر رہا ہُوں، کیونکہ میں تم سے وعدہ لینا چاہتا ہُوں کہ تم میری محبُوبہ کی خبر گیری کرو گی۔ یہ میرے ساتھ سوئی ہیں۔ مجھے ان سے محبت ہے۔ مگر یہ محبّت اور بچّے کی پیدائش کے متعلق بہت کم جانتی ہیں۔ میں خود عورت کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ اس لئے میں ہر رات اِن کے پاس آیا کروں گا۔ جب تک تم مجھے منع نہ کر دو۔ خبردار! کوئی ایسی بات نہ ہونے پائے جس سے یہ خائف ہوں کیونکہ ایک روز یہ میرے بچے کی ماں بن جائینگی"۔

اوباسان نے قسم کھائی "میرے بچے! میں وعدہ کرتی ہُوں کہ مرتے دم تک تمھاری، تمھاری بیوی اور تمھارے بچّے کی خدمت کروں گی، اور اس راز کو اپنے شوہر تک پر ظاہر نہ ہونے دوں گی۔"

وہ کئی بار جُھکی اور کمرے سے باہر چلی گئی۔

"اس کا کیا مطلب ہے؟" ماترا نے پُوچھا

فوسا نوریکا نے اُسے لاعلمی میں رکھا۔ "کچھ نہیں۔ میں نے اِس سے تمھاری خبر گیری اور خدمت کرنے کو کہا ہے اور جب تک وہ چائے لائے میں گنبد دار عمارت سے مسودہ لے آؤں۔"

"مت جاؤ! مجھے اکیلا مت چھوڑو۔" ماترا یکلخت اُسے دروازے میں سے پکارتی ہُوئی بولی "طوفان آرہا ہے۔ مجھے ایسا محسُوس ہوتا ہے کہ

تم مجھ سے ہمیشہ کے لئے جُدا ہو رہے ہو۔"

"ارے!" وہ اس کے قریب بیٹھے ہُوئے بولا۔ "لاؤ میں اس وہم کو دُور کر دوں۔"

اُس نے اپنی انگلیوں کو اس کے سینے پر کچھ دیر پھیرا اور پُوچھا:

"اب کیا حال ہے؟"

"بالکل ٹھیک۔" اُس نے مسکرا کر جواب دیا اور اس ایکا ایکی تسکین کا سبب پُوچھا۔

"یہ جاپان کے عجیب و غریب ٹوٹکوں میں سے ہے۔ خصُوصاً اُس خوشبو کی طرح جس کے ذریعے ہم مردہ رُوحوں سے مُلاقات کر لیتے ہیں۔"

پھر وہ اِس خوشبو کا ذکر کرنے لگا جس کے دُودھیا دھوئیں میں مرنے والے کا چہرہ دکھائی دے جاتا ہے۔ "اِس خوشبو کو 'ہانگون کو' کہتے ہیں اور اس کی ابتدا چین سے ہُوئی۔ عُموماً اِس کا استعمال بدھی پجاری کرتے تھے۔ اب کمیاب ہے۔ لیکن میرے پاس تھوڑی سی ایک پوشیدہ جگہ رکھی ہے۔ جب ہم دونوں کی شادی ہو جائے گی تو میں اس کے ذریعے اپنی ماں کی رُوح کو بلاؤں گا تاکہ وہ ہمیں دُعائیں دے۔ لیکن اس وقت تو شاید وہ ہم سے ناراض ہو گی۔"

"ناراض؟"

"ہاں، میں نے اُس سے وعدہ کیا تھا کہ چین سے واپسی پر میں شادی کر لوں گا تاکہ اُس کا پوتا شوجی میں اپنی معصُوم انگلیوں سے چھید کیا کرے۔

اس نے میرے لئے ایک جاپانی لڑکی منتخب کی تھی ۔" اُس نے اُس کے ہاتھ چُومے ۔" لیکن پھر میری تم سے ملاقات ہوگئی ۔" اس نے اس کے بال چُومے ۔" ایک دفعہ کہہ دو' مجھے تم سے محبّت ہے' دیکھو تم میری محبّت کو معمولی سمجھتی ہو ۔ آخر ہم کون ہیں ؟ مسافر! کیا خبر کوئی شے ہم کو ایک دُوسرے سے جُدا کر دے! کیا تم کو افسوس نہ ہوگا، کہ تم میرے ساتھ مہربانی سے پیش نہیں آئیں ۔" وہ کھڑا ہو گیا " اچّھا جانے دو! میں تم سے اس قدر محبّت کرتا ہوں کہ تم سے کوئی وعدہ نہیں کرانا چاہتا ۔ دیکھنا تمھیں ایک روز معلوم ہو جائے گا کہ میری محبّت کس قدر شدید ہے ۔" وہ دروازے میں سے جاتے ہوئے مسکرا کر کہنے لگا " میں بہت جلد واپس چلا آؤں گا ۔"

مائرا نے بند آنکھیں کھولیں ، اور اوباسان کی بات کا جواب دیا ۔" کون بچارا ہے ۔ بوڑھا ہو کر طوفان میں میرے پاس آیا ہے ۔ شاید کچھ کام مانگتا ہوگا ۔ اچھا اندر بھیجو ۔"

وہ مُسکرائی اور تقدیر نے کاغذی دیوار ایک طرف سرکا کر نوسانوکیکا کے باپ کو اندر داخل کیا ۔

بارھواں باب

بوڑھے کی آنکھوں سے حقارت ٹپک رہی تھی کیونکہ فوسانو ریکانے اس سفید فام اور مغربی لڑکی کی خاطر جاپانی دوشیزہ سے شادی سے انکار کر کے اس کی اور اپنی مرحوم ماں کی عزت خاک میں ملا دی تھی۔ محض اتفاق سے اُسے مائرا کے متعلق کسی دوکان پر جہاں سے وہ اکثر اپنے لئے چیزیں خریدتی تھی ایک دن سب حالات معلوم ہو گئے اور آج وہ اپنے ایک دوست سے جو انگریزی جانتا تھا ایک خط لکھوا کر اُس کے پاس آیا تھا۔ اُس نے کمرے میں چاروں طرف نظر دوڑائی۔ حسن بُری طرح برس رہا تھا، اور مائرا بیش قیمت اور زرق برق گدّوں پر آرام سے بیٹھی ہوئی تھی۔

وہ اپنے بیٹے اور اس کی دولت کو اس غیر ملکی عورت سے بچانا چاہتا تھا، جس نے اُس کے بیٹے پر اپنی خوبصورتی کا جال بچھایا اور جس کی وجہ سے اُس نے اپنے والدین کی بے حرمتی کی تھی۔ اُس کو تو ایسی بہو کی ضرورت تھی جو دن رات اُس کی خدمت کے لئے تیار رہو اور دولت کو آنکھوں پر ٹھیکری رکھ کر برباد نہ کرے۔ اُس نے اپنی آستین میں سے وہ خط نکالا جس میں اِس

بات پر اظہارِ افسوس کیا گیا تھا کہ مائرآ یہ جانتے ہوئے بھی کہ اُس کا بیٹا اپنے والدین کی منتخب کی ہوئی جاپانی لڑکی سے منسوب ہو چکا ہے، اس سے شادی کرنے کا قصد رکھتی ہے اور یہ کہ والدین کی نافرمانی سے اُن کی بد دعاؤں کا اثر دُولہا دُلہن پر بہت بُرا ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں بڑے پُر فریب طریقے سے اس سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ ایک مہینے کے اندر اُس کے بیٹے سے گفتگو، خط و کتابت اور دیکھے بغیر۔ اس شادی پر غور کرے جس کا انجام یقیناً المناک ہوگا۔ آخر میں اُس نے اشارۃً یہ بھی لکھا کہ تمھارے شوہر کے پاس جاکر اپنے بیٹے کے ساتھ تمھاری رنگ رلیوں کا راز فاش کر دوں گا۔

مائرآ نے خط پڑھنا شروع کیا:

—— "رحم دل خاتون، فوسا نوریکا میرا بیٹا ہے۔"

وہ کمزوری اور اضمحلال محسوس کر رہی تھی۔ اُس نے تکیوں کا سہارا لے کر سوچا کہ شاید یہ اس مصوّر کا ایجنٹ ہوگا۔ اُس نے اس کے چہرے کو کہیں دیکھا بھی تھا مگر اچھی طرح یاد نہیں آتا تھا۔ وہ اِس کی طرف دیکھ کر گھبرائی، کیونکہ اُس کے خیال میں وہ بچارا پیٹ کی خاطر پہاڑ پر چڑھ کر اُس کے پاس آیا تھا۔

وہ خط پڑھتے پڑھتے پریشان اور بے حس و حرکت ہو گئی "میرا بیٹا فوسا نوریکا بے حد دولت مند ہے اور بہت مشہور مصوّر.... اُسے جسمانی اور رُوحانی طور پر والدین کی فرمانبرداری کرنی چاہیئے۔ اور...." وہ زِچ ہو کر پڑھتی رہی۔ "اُس کی منگنی اُس کے والدین نے ایک جاپانی لڑکی کے ساتھ دیوتاؤں کے سامنے کر دی ہے۔"

اُسے بہت بُرا معلوم ہُوا کہ بوڑھے نے خواہ مخواہ اُس کا وقت ایسے معاملے میں ضائع کیا جس سے اُس کا کوئی تعلق نہیں۔

"شاید آپ کو غلطی ہوئی"۔ اس نے خط پُوری طرح پڑھے بغیر واپس کرتے ہُوئے کہا۔"یہ میرے نام نہیں ہے"۔ لیکن یکبارگی اس کی نگاہ بیچ میں اپنے نام پر پڑی جس کے ہجے غلط تھے۔ جلدی سے اُس نے سارا خط پڑھ لیا۔ وہ لرز گئی اور ——— پہاڑی پر مندر کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔

خط فرش پر گر گیا اور جونہی وہ کھڑی ہُوئی فوسا نورَیکا ہاتھ پھیلائے ہُوئے اندر داخل ہُوا۔

اُس نے اُسے اپنی آغوش میں لے لیا اور جب بوڑھا مکرمہ آواز میں کھانسا تو وہ اُس کی طرف متوجہ ہُوا۔

"اے معبود"، اُس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا، اور خط اُٹھا لیا۔ کمرے میں موت کا سا سکوت طاری ہو گیا تھا۔

"یہ صحیح نہیں ہے"۔ اُس نے بہ مشکل مائرا کو سمجھانے کی کوشش کی۔

"تو پھر تم وہ عظیم مصوّر فوسا نوریکا نہیں ہو؟"

"میں ہُوں! یہ ٹھیک ہے۔ لیکن ۔"

بادل گرجنے لگے اور طوفان کی کڑک نے اُس کی طنز آمیز خوفناک ہنسی کو مدھم کر دیا۔ وہ اُس کی گفتگو سننے سے قطعی انکار کر کے کھنچی ہُوئی تانت کی طرح سخت لہجے میں بولی"۔ تم مجھ سے جھوٹ بول رہے ہو۔ اس وقت بھی ۔" اُس نے اپنی شرربار آنکھیں اُس پر جماتے ہُوئے کہا۔

"نہیں، نہیں، میں کچھ سننا نہیں چاہتی - تم نے فرضی نام رکھ کر مجھ سے تعلقات پیدا کئے - تم نے مجھے دھوکا دیا - تم مجھ سے ملنے سے پیشتر ایک جاپانی لڑکی سے منسوب ہو چکے تھے - تم انکار کرتے ہو! تم جھوٹے ہو! تم نے جب بھی جھوٹ بولا اور اب بھی بول رہے ہو -!" وہ اُس کو اپنے ہاتھوں سے پرے ہٹاتے ہُوئے بولی :- "بے شک مجھے تم سے محبت تھی! بیشک! لیکن کیا تم سمجھتے ہو کہ میں حسن فروش ہوں ؟"

اُس کے غصّے سے سُرخ چہرے پر، موت کی سی زردی کِھنڈ گئی اور بوڑھا اپنی کامیابی پر مطمئن ہو کر کھانسنے لگا۔

ایک بڑے کڑاکے کے ساتھ بجلی گری اور طوفان تیز ہو گیا۔ مائرا دیوانہ وار چیخنے لگی - "تم، تمھارا شیطان باپ اور دونوں نوکر بلکہ تمام ٹوکیو میری تضحیک کر رہا ہے۔"

وہ آپے سے باہر ہو گئی اور اُس کے ہار کے موتی ٹوٹ کر ایک طرف لڑھک گئے - وفعتہً طوفان ختم ہو گیا، اور وہ کانپتی ہُوئی توسانوریکا کا بازو پکڑ کر کہنے لگی "بھیج دو اس شیطان بوڑھے کو! اپنے باپ کو یہاں سے بھیج دو!" اور جس نادانی سے اُس نے جم کیلگ ہان کے متعلق رائے قائم کی تھی اسی طرح اُس نے کہہ دیا "میں اس شخص کی خواہش کے مطابق اس سے وعدہ کرتی ہوں کہ آج آدھی رات کے بعد سے ایک ماہ تک نہ تم کو دیکھوں گی اور نہ کچھ لکھوں گی — اس سے کہہ دو۔"

"اس محترم خاتون کے وعدے کا، میں شکریہ ادا کرتا ہوں —

آدھی رات سے ایک ماۃ تک!" بوڑھا کورنش بجالایا۔

"اس کو یہاں سے فوراً نکال دو۔ طوفان پھر آرہا ہے۔اس سے کہہ دو کہ یہاں سے جلد از جلد چلا جائے۔میں اس کو دیکھنا بھی نہیں چاہتی اور نہ تمھیں۔ میں تم سے نفرت کرتی ہُوں!"

فوسانوریکا نے اپنے باپ کو باہر دھکیل دیا۔

طوفان خوفناک صُورت اختیار کرنے لگا اور درخت آندھی کے جھکڑ سے ٹوٹ کر گرنے لگے۔بوڑھا اپنے دل میں جم کے پاس جانے کا قصد کرتے ہُوئے جا رہا تھا، کہ دفعتہً آسمان کو چیرتی ہُوئی بجلی اس پر گر پڑی۔

بہت سے لوگ اپنے عشق کا اعلانیہ دعویٰ کرتے ہیں
لیکن جگنو— جس کا جسم ہر وقت محبت کی آگ
میں جلتا رہتا ہے— اپنے خاموش جذبِ پرسوز
میں ان سب سے زیادہ ہے
اور میری محبت بھی اسی کی طرح ہے۔

جاپانی نغمۂ اُلفت

طوفان اتر گیا اور بادلوں کے درمیان شام کا تارہ نظر آنے لگا۔

مائرا نے آخر کار مسکرانے کی کوشش کی مگر چہرے کی اداسی نے مسکراہٹ کو ڈھک لیا اور پہاڑی پر سے مندر کے گھنٹوں کی آواز آنے لگی۔

جاپانی نے کہا "تم صبح بہار کی مانند ہو۔ دھوپ اور بارش ، مسکراہٹ اور آنسو۔"

"نہیں ، طوفان اور آندھی ، کڑک اور بجلی۔" وہ ہنسنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی "آؤ ، ہم آخری بار ایک ساتھ کھانا کھالیں۔"

"ایسا نہ کہو۔" وہ بے چین ہو کر کہنے لگا "اِن الفاظ کو واپس لے لو۔"

"ہاں" مائرا مسکرا کر بولی "میرا مطلب ہے کہ اس مہینے کے اختتام تک۔"

"اچھا۔" اُس نے اس کے ہاتھوں کو پکڑتے ہوئے کہا "مگر کیا ہم کو آدھی رات کے وقت ضرور جُدا ہو جانا چاہیئے؟ اس وعدے کی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ یہ تم سے زبردستی حسد اور نفرت میں کرایا گیا ہے اور جو کچھ تم نے کیا وہ طوفان کا اثر تھا۔ میری سنو تو اے محبوبہ!"

"صرف ایک مہینے کی بات ہے۔ چار ہفتے اور بس!" اُس نے بغیر سُنے ہوئے جواب دیا۔

"کاش یہ رات ہی نہ آتی۔" اس نے اس کی طرف اپنی آغوش وا کرتے ہوئے کہا "آؤ۔"

مائرا اُس کی آغوش میں چلی گئی اور اُس نے اُس کو اپنے سینے سے لگا کر خوب بھینچا۔ "میں نہیں جانتا تھا کہ عورت اس قدر خوب صورت ہو سکتی

ہے۔ مجھے علم نہیں تھا کہ حسن اور قہر، آنسو اور مسکراہٹ، نرمی اور سنگ دلی عورت کے دوسرے نام ہیں۔ اے کاش! مجھے خبر ہوتی کہ میں تم سے اس قدر محبت کرتا ہوں۔" وہ اس کے مرمریں جسم پر اپنی شمعی انگلیاں پھیرتا ہوا کہنے لگا۔ "جب اضطراب و تنہائی کے تیس دن گذر جائیں گے تو میں اپنی انگشتری تمہارے داہنے ہاتھ میں پہنا دوں گا جو جاپان میں شادی کا ہاتھ کہلاتا ہے۔ اس میں نگینے کی بجائے میں تمہارے اس لباس میں سے جو تم نے گنبد دار عمارت میں اس رات پہنا تھا، ایک تار نکال کر اپنے اس لباس میں سے ایک تار کے ساتھ بل دے کر ہمیشہ کے لئے رکھوا دوں گا، اور اس طرح یہ دونوں ہمیشہ وہاں رہیں گے، جس طرح — اے میری پیاری، ہم دونوں شادی کے بعد یک جا ہو جائیں گے۔ وعدہ کرو کہ اس انگشتری کے عوض تم مجھے اپنے حسین سر کا ایک سنہری بال دے دو گی۔ قسم کھاؤ کہ تم اس انگشتری کو ہمیشہ پہنو گی اور مرتے وقت بھی یہ انگشتری تمہاری انگلی میں رہے گی!"

مائرا نے الماری کی طرف دیکھا جس میں جم کے بغیر کھلے ہوئے خطوط کا انبار لگا ہوا تھا اور چاروں طرف پھیلی ہوئی خاموشی میں اس نے رقاصہ کا "سیمیں سن" بجتا ہوا سنا۔

"میں وعدہ کرتی ہوں" اس نے آہستہ سے کہا۔

"قسم کھاؤ!"

"میں قسم کھاتی ہوں!"

" — ہم رات کا کھانا بانس کی شاخوں اور اناس کے سایوں میں

کھائیں گے۔" اُس نے محبّت سے کہا اور اس کے خوبصورت ولطیف شانوں پر اپنی ٹھوڑی رکھ دی۔

گذری ہوئی گھڑیاں کبھی واپس نہیں آتیں۔
جاپانی مثل

فوسانورآیکا نے اُسے بانس کی شاخوں میں سے جاتے ہُوئے دیکھا مگر وہ تھوڑی دُور جاکر رُک گئی اور اس کی طرف مُڑ کر اُس نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے۔ درختوں کی کمزور شاخوں کو جو جیل خانے کی سلاخوں کی طرح اُن کے درمیان حائل تھیں توڑتے ہُوئے وہ اُس کے پاس سے چلا گیا اور اُسے اپنی آغوش میں لے کر اُسے محبّت کا واسطہ دینے لگا، مگر ناکام رہا۔

اُس نے جواب دیا "نہیں، میں تمھارے باپ سے وعدہ کر چُکی ہُوں۔ ایک ماہ کے لئے۔"

وہ اپنے محب کے رُخسار پر اپنا رخسار رکھے ہُوئے دنیا و مافیہا سے بے خبر تھی کہ دفعتہً خیال نے ایک مُردہ رُوح تخلیق کر دی اور وہ ڈرتی ہوئی بولی "کوئی عورت —— یہ سامنے —— ہمیں دیکھ رہی ہے۔"

فوسانورآیکا کے دل میں خوف پیدا ہوگیا۔ مگر اُس کو چھپانے کے لئے اُس نے کہا "نہیں۔ کسی درخت کا سایہ ہے۔"

"عورت ہی ہے۔" وہ کہنے لگی "تمہاری ماں۔ اس کی شرربار آنکھیں

تمہیں دیکھ رہی ہیں۔"

"نہیں، نہیں"۔ وہ اُس کا وہم منتشر کرتے ہوئے بولا۔" یہ کسی درخت کا سایہ ہے۔"

——پہاڑی پر مندر کی گھنٹیاں بجنے لگیں

اُس نے سرد آہ بھر کر کہا۔"آدھی رات ہوگئی۔"

"رات دن میری نظریں وہیں جمی رہیں گی جہاں تم اس ماہ کے اختتام کا انتظار کروگی، پیاری! رات کے وقت دریچے میں تم سنہری روشنی کر دیا کرنا، اور اگر کبھی تم مضطرب ہو اور یہ وعدہ بہت شاق گزرے تو دریچے میں قرمزی روشنی کر دینا —— میں تمہارے پاس فوراً آجاؤں گا۔ جب یہ روح فرسا ایک ماہ گذر جائے تو اُس آدھی رات کو بھی قرمزی روشنی کر دینا تاکہ میں سمجھ لُوں کہ تم وہاں میرا انتظار کر رہی ہو...." اُس کے دِل کی صدائیں اُس کے دِل سے ٹکرا رہی تھیں۔" ابھی چار ہفتے ہیں۔ پھر تین رہ جائیں گے۔ دو —— ایک —— آخری دن —— آخری گھڑی اور قرمزی روشنی! قسم کھاؤ کہ تم رات کو سنہری روشنی کیا کروگی، اور اُس آدھی رات کو جب میں تمہارے پاس آؤں گا تو تم قرمزی روشنی کر دوگی۔"

"میں قسم کھاتی ہُوں"۔ اُس نے کہا۔

وہ اُسے پہاڑ پر لے جانے لگا اور ایک عورت —— سایہ، خوف، یا خیال کی تخلیق —— ان دونوں کو غمگین نظروں سے دیکھنے لگی۔

اُس نے اُس کے پاؤں چومے، اس کی پنڈلیاں اور اُس کے ہاتھ چُومے! وہ اس قدر اُس سے محبّت کرتا تھا۔

اس نے اُس کا سینہ چُوما، اس کے احمریں لب، دلکش آنکھیں اور سنہری بال چُومے —— وہ اس قدر اس سے محبت کرتا تھا۔

اُس کے جذبات میں ہلچل مچ گئی۔ "میں تم سے محبّت کرتا ہُوں۔ میں نے تم سے ہمیشہ محبّت کی ہے اور ہمیشہ کروں گا۔ چاہے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ جب تم کبھی میری انگشتری کو دیکھو، جو میں تمھیں دے دُوں گا تو یاد کر لینا کہ میں تمھاری محبّت میں اپنی جان قربان کر دینی چاہتا ہُوں۔"

گھنٹیوں کی گونج ہلکی ہونے لگی۔

اس کا دل محبّت میں ڈوبا جا رہا تھا۔ اُس نے اُس کے چہرے کو، رخسار کو، بالوں کو، آنکھوں کو، جی بھر کر پیار کیا، اور اُس سے علیحدہ ہو کر اپنے راستے پر چلی گئی۔

"واپس آجاؤ۔ واپس آجاؤ پیاری! میں تمھیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔"

وہ بے بس ہو گئی اور اُس کی آواز سُن کر اس نے اپنے ہاتھ پھیلا دیے۔ بھلا ایک وعدے کی کیا وقعت ہو سکتی ہے جب محبّت پکارنے لگے۔ کیا ایک بوڑھے کی نفرت کی خاطر محبّت سے انکار کیا جا سکتا تھا۔

"تم میرے پاس آجاؤ۔" وہ بے قابو ہو کر کہنے لگی۔

"میرے پاس آجاؤ۔" اُس نے عاجزی سے کہا۔

وہ ایک دُوسرے کو پکارتے رہے مگر رات کی دھند نے اُن دونوں کو بے بصر کر دیا اور انھوں نے سمجھا کہ وہ جُدا ہو چکے ہیں۔

آخر وہ اپنے اپنے راستوں پر تنہا روانہ ہو گئے۔

اناس کے درخت اور بانس کی شاخیں آپس میں سرگوشیاں کرنے لگیں اور رحم کی دیوی کے ہاتھ آنسوؤں سے تر ہو گئے۔

—— پہاڑی کی بلندی پر تنہا مکان میں سنہری روشنی جگمگا اٹھی۔

تیرھواں باب

تیس دن تک وہ پاگلوں کی طرح رات کی تاریکی میں، شام کے دھندلکے میں اور صبح کی جھلملیوں میں مارا مارا پھرتا رہا۔ اُس نے رات کو سونا بھی کم کر دیا تھا تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ دیر تک خیالات میں محو ہو کر اپنی محبوبہ سے ہمکنار رہے۔

"آدھی رات کو جب مندر کی گھنٹیاں بجنی شروع ہو جائیں گی، اور دریچے میں قرمزی روشنی جگمگانے لگے گی"، میں اِس باغ میں سے، جو جگنوؤں سے پٹا پڑا ہے اس کے پاس چلا جاؤں گا۔"

وہ رات کی خاموشی کو چیرتے ہوئے کہنے لگا "اور وہاں سے میں اُسے اپنی آغوش میں لے کر باغ میں آؤں گا۔" اُس نے دن بھر کی محنت سے تیار کی ہوئی انگشتری ایک گوشے میں رکھ دی اور سنہری روشنی کو آخری بار دیکھنے کے لئے شہ نشین میں آ گیا۔

اس نے پہاڑ کی بلندی پر خاموش مکان کو دیکھا جس میں کوئی روشنی دکھائی نہیں دیتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی مُردہ چہرہ اپنی خوفناک

نظریں زندگی اور محبت کے یاس انگیز قہقہوں پر جمائے ہوتے ہے۔ کِسی خوف نے اُسے برف کی طرح سرد کر دیا۔" وہاں کوئی روشنی نہیں ہے۔" اس نے بیچارگی سے کہا اور اُس کا خون، جو ماترا کو آغوش میں لے لینے کے خیال سے جوش کھا رہا تھا، رگوں میں جم گیا۔ لیکن چند ہی لمحات بعد اس نے اس کی وجہ بھی سوچ لی اور اس کی خوشی اتنی ہی بڑھ گئی جتنا کہ خوف سے وہ قریب المرگ ہو گیا تھا۔ سنہری روشنی کی کوئی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اس رات کو پہاڑی کی گھنٹیاں بجتے ہی قرمزی روشنی اسے بلانے کا اشارہ کرے گی۔ وہ خوشی میں پھولا نہ سمایا اور الماری کھول کر کہنے لگا " میں اُس کے پاس سپید ریشم کے کپڑوں میں جاؤں گا، جن سے محبت مترشح ہوتی ہے "

وہ کپڑوں کو تلاش کرنے لگا اور جب اُس نے سپید جوڑا نکالا تو اس کے ساتھ ہی ایک خنجرِ آبدار اُس کے قریب گر پڑا۔ وہ اُس کی تیز دھار دیکھ کر خود بخود کہنے لگا " دھار دار اور ساڑھے نو انچ لمبا خنجر! ایک ہی وار کے بعد سکونِ قلب حاصل ہو سکتا ہے "

اس نے اس کو فرش پہ رکھ دیا۔ پھر پیشانی سے چھو کر اُس کی تعظیم کی " اے میرے جدّ امجد کی پاک رُوح! جس نے ہراکیری (خودکشی) انجام دی، میرا سلام قبول کر! — میں تیرا فرمانبردار ہوں۔"

نوسانوریکا آہستہ آہستہ زینے پر سے اترا " بس دو گھنٹے رہ گئے ہیں " وہ دل میں کہتا ہوا نچلی منزل میں آگیا۔ اُس کا دل اپنی محبوبہ سے

ملنے کے خیال سے بکیوں اچھل رہا تھا۔ اس نے خنجر کو نیام پہنا کر ایک طرف رکھ دیا اور قریب ہی سے ماتّرا کا خط جس پر جگنو دمک رہا تھا اٹھا لیا۔

پہلے اپنے کو دیکھو پھر دوسروں کو دیکھنا
پہلے اپنا مطالعہ کر لو پھر دوسروں کا مطالعہ کرنا
پہلے اپنے اصُول آزما لو پھر دوسروں کے آزمانا

بدھی مقولہ

قصرِ آغاز و انجام

"یہ انجام ہے۔ جب تم اسے پڑھو گے تو میں جا چکی ہوں گی۔ اس گھر سے باہر اور تم سے دُور —— ہمیشہ کے لئے! —— میرے لئے کچھ لکھنا بیحد مشکل ہے۔ میں تمھیں کیسے بتاؤں کہ میں نے یہ گھنٹے، دن اور ہفتے کس طرح کاٹے ہیں —— صرف اس گتھی کو سلجھانے کے لئے جس میں ہم تینوں —— تم، میرے شوہر اور میں —— بُری طرح اُلجھے ہوئے ہیں۔

یہی نہیں کہ میں سوچتی رہی .... میں روتی بھی رہی، یہ معلوم کر کے کہ ہم تین نہیں بلکہ ہم میں چوتھی ذات بھی شامل ہو گئی ہے۔ ایک ــــ ننھی سی جان ــــ جس کی ذمہ دار شاید عورت کی کمزوری ہے۔

جب کسی طرح بھی میں کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکی تو میں نے تین کاغذ لئے۔ ایک پر تمھارا نام لکھا، دُوسرے پر اپنے شوہر کا اور تیسرے پر اپنا ــــ اور تینوں کے نیچے تھوڑا تھوڑا کچھ لکھ کر اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش کرتی رہی۔

جس طرح میرا شوہر....“

اُس نے نہایت جرأت سے تمام باتیں لکھ دیں۔

”اسی طرح اگر ایک عورت بھی کسی دوسرے کے ساتھ.... مگر جو کچھ ہُوا کیا اس کی ذمہ داری شوہر پر آسکتی ہے؟ نہیں، مجھ پر!“

”اس کاغذ پر جہاں تمھارا نام درج تھا ــــ میں نے دن اور راتیں بسر کی ہیں!“

اس نے فوسا نوریکا کے متعلق شیریں اور اپنے متعلق نہایت تلخ الفاظ لکھے تھے۔”تو اس سب کے ذمہ دار کیا تم ہو؟ نہیں، میں!“

اس کی آنکھیں رنج و الم میں ڈوب گئیں اور اُس نے آگے پڑھا :

"محبت! اس عجیب و غریب دیوی نے ہم تینوں کو مختلف طریقوں سے مسحور کیا ہے۔

میرے شوہر کی محبّت! —— اپنی بیوی کے لئے، جو اس کے لئے بچّے اور گھریلو زندگی پیدا کر سکے۔

تمھاری محبّت! —— بہار کے پہلے پھول اور بلبل کے پہلے نغمے کی طرح ہے۔ آنسو اور حُسن، حسن اور آنسو، اضطرب اور مسرّت، مسرّت اور اضطراب!

اور دنیا میں اس سے بہتر اور کوئی محبّت نہیں ہے ——

رہی میری محبّت! تو مجھے کچھ نہیں معلوم۔ کیا ایک عورت بیک وقت دو طرح کی محبّت کر سکتی ہے؟ ——

کیا وہ آتش دان کے پاس بیٹھ کر نغمۂ بلبل اور گلِ بہار کو حاصل کر سکتی ہے؟ اگر یہ ممکن ہے تو میں نے بھی محبّت کی ہو گی ورنہ میں ایک پتّے کی لاش کی طرح ہوں، جو ہوا کے سانس سے اِدھر اُدھر مارا مارا پھرے۔

قطع تعلق! شاید یہ کسی حد تک گتھی کو سلجھا سکے مگر ——"

اُس نے اِس خط کو چوم لیا، جس پر آنسوؤں کے دھبے پڑے

ہوئے تھے، اور آگے پڑھا کہ اگر میں نے اپنے آپ کو مجرم سمجھتے ہوئے بھی جم کیلگ ہان سے طلاق لے لی تو میرا سکونِ قلب ہمیشہ کے لئے تاراج ہو جائے گا۔ اور اگر جم نے مجھے طلاق دے دی تو اس کی نظر میں میری کوئی وقعت نہ رہے گی، بلکہ ایسی زندگی پر تو میں موت کو ترجیح دیتی ہوں۔

"کیا بتاؤں میں کن مشکلات میں پھنسی ہوئی ہوں۔ اور چونکہ کسی طرح کوئی فیصلہ میری سمجھ میں نہیں آتا اس لئے میں اپنے گھر جا رہی ہوں تاکہ وہاں کچھ سوچ سکوں۔

"اچھا! خدا حا ——" خط نامکمّل لفظ پر ختم ہوگیا۔

آخر میں اُس نے ایک کونے میں کچھ اور لکھا تھا:

"معاف کرنا شاید میں بیہوش ہو گئی تھی۔ غالباً گرمی کی وجہ سے۔ زمین میرے تلوؤں کے نیچے سے نکلتی ہوئی معلوم ہوتی۔ جیسا کہ پچھلے ہفتے زلزلہ آنے کی وجہ سے معلوم ہوا تھا اور میں تمہیں بلانے کے لئے دریچے میں قرمزی روشنی رکھنے والی تھی تاکہ تم مجھے اپنی آغوش میں لے کر اس خوف سے محفوظ کر لو۔ سایونارا"

ایک کھوئی ہوئی، بھٹکی ہوئی اور بے چین و ہراساں روح کی مانند وہ باغ میں سے گذرتا ہوا قصرِ آغاز و انجام کی طرف بھاگا۔

اناس کے درخت بانس کی شاخوں پر جھک کر سرگوشیاں کرنے لگے اور وہ اپنے عاشقوں کی آغوش میں چلی گئیں —— اور دونوں نے مل کر اُسے پاگلوں کی طرح بھاگتے ہوئے دیکھا۔

چودھواں باب

ماں باپ نے منع کیا
اس لئے مجھے اپنے محب سے بے رخی
اختیار کرنی پڑی
لیکن پھر بھی، میں اس کا خیال نہیں بھول سکتی۔"

جاپانی نغمہ الفت

اوجی سان اور اوبا سان، فوسانوریکا کو دیوانہ وار کمرے میں گھستے ہوئے دیکھ کر ایک طرف چھپ گئے۔

"اس کی یہ کیا کیفیت ہو گئی ہے؟ مجھے تو اس کے سامنے جانے کی ہمت نہیں ہوتی۔" اوجی سان نے کہا۔

"اُسے ایک غیر ملکی عورت سے بیحد محبت ہے، جو دفعتہً اپنے کسی بیمار رشتہ دار کو دیکھنے چلی گئی ہے۔" اوبا سان بولی

اوجی سان اپنے آقا پر ترس کھاتا ہوا کہنے لگا۔ "اس محبت نے اس کا بُرا حال کر دیا ہے۔ ایک مہینے سے اُس نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہے

اور نہ نیند بھر کر سویا ہے، لیکن آج صبح جب میں نے اس کو دیکھا تو اس کی آنکھیں باوجود اضمحلال کے امید کی جھلک سے لبریز ہیروں کی طرح چمک رہی تھیں۔ مجھے اپنے آقا سے بیحد محبت ہے اور چاہتا ہوں کہ اس کی خدمت کرتے کرتے مر جاؤں تاکہ اس سے کبھی جدا نہ ہوں۔"

فوسانوریکا ہاتھ پھیلائے ہوئے سرنگوں بیٹھا تھا۔" وہ کہیں چھپ گئی ہوگی۔۔ وہ مجھے نہیں چھوڑ سکتی ..... آہ! یہ زرد پردے اُس کے آنسوؤں سے تر ہیں۔ اور ہاں نیلے گدّوں پر بھی آنسوؤں کے دھبّے ہیں۔ کیا وہ روتی رہی ہے؟ معبود، یہ مکان اُجڑتے ہوئے مقبرے کی طرح کیوں معلوم ہوتا ہے؟" وہ چیخنے لگا۔" اے محبوبہ!"

اس کی آہ نے مسلّط خاموشی کو اس طرح چیر دیا جیسے ایک بھاری پتھر سے سمندر کے پانی میں ہیجان برپا ہو جاتے۔ پھر، اپنے آپ کو دھوکا دینے کے لئے کہ وہ برابر کے کمرے میں سو رہی ہے، اس نے سلک کا پردہ اٹھا دیا —— وہاں کوئی بھی نہیں تھا!

" اے محبوبہ!" وہ خالی بستر کو دیکھ کر نہ جانے کیوں وجد کرنے لگا۔" مجھے یاد ہے .... جب میں نے تمہارے رخساروں اور لبوں پر مُہرِ محبت ثبت کی —— اے محبوبہ! —— جب میں نے تم کو آغوش میں لے کر سینے سے خوب بھینچا .... یہاں تک کہ تمہاری چیخ نکل گئی ...."

وہ سر کو جنبش دے کر بے تحاشہ ہنسنے لگا اور بوڑھے میاں بیوی

نے سرگوشی کی۔

"یہ کہیں پاگل تو نہیں ہو گیا؟"

"ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔"

"میں نے تمہاری آغوش کو اپنی سنہری گھڑیوں کے رنگین پھولوں سے بھرا اور تم مجھے چھوڑ گئیں!" وہ چیخنے لگا۔ "میں نے تمہارے حسین قدموں کے لئے اپنے دل کا قالین بنایا، اور تم اُس کو روندتی ہوئی گذر گئیں۔ میں نے تم کو اپنے ساتھ محبّت کی زنجیروں میں جکڑا، اور تم نے اُن کو توڑ دیا۔ پھولوں کی پنکھڑیاں شاخوں کو ننگا چھوڑ کر گر پڑیں۔ میری محبوبہ چلی گئی۔ مجھے تنہا چھوڑ کر!" وہ والہانہ انداز میں لیے جا رہا تھا۔

اوباسان نے آہستہ سے کہا۔ "اس کی حالت سے مجھے خوف معلوم ہوتا ہے۔ گویا کوئی اُسے قتل کر رہا ہے اور قہقہے لگا رہا ہے۔"

"کاش قسمت کے ساتوں دیوتا، تیرے الفاظ جو تو نے حماقت میں کہے ہیں واپس کر دیں...... جانتی ہے سارا جاپان اس کی موت سے ماتم کدہ بن جائے گا۔" وہ اپنے ہاتھ کو مشرق سے مغرب کی طرف جنبش دیتے ہوئے بولا۔ تاکہ طلسمِ وہم ٹوٹ جاتے۔ "دیکھو وہ ٹہلتے ہوئے ہنس رہا ہے۔"

"میں تمھیں اپنے پاس واپس لے آؤں گا ———" فوسانوریکا خود فراموشی میں مبتلا ہو کر کہنے لگا۔ "تم میرے دل میں رہتی ہو، اس لئے اِس خوشبو کے دھوئیں میں تمھیں بلا لوں گا، جسے میں نے ایک پوشیدہ

جگہ چھپا رکھا ہے۔"

——بوڑھے میاں بیوی چھپ چھپ کر اس کا پیچھا کرنے لگے۔

میں نے اس طلسم آگیں خوشبو کا حال سنا ہے
جس کے ذریعے غیر حاضر لوگوں کی روحیں
ہمارے پاس آجاتی ہیں
کاش میرے پاس وہ تھوڑی سی خوشبو ہوتی
تاکہ اس وقت جب کہ میں فراق میں تڑپ رہا ہوں
اسے جلا کر اپنی محبوبہ کو بلا لیتا

قدیم چینی راگ

خوشبو کو درخت کی جڑ میں رکھ کر وہ قریب برہنہ ہو گیا اور تھوڑا سا پانی اُس نے اپنے سر، شانوں اور آس پاس کی زمین پر چھڑکا[1]۔ پھر زمین بوس ہونے کے بعد اُس نے دعا مانگی۔ "اے روحِ عظیم! مجھے اس دودھیا دھوئیں میں اس کا عکس دکھا دے تاکہ مجھے یقین ہو جائے کہ وہ میرے پاس ایک نہ ایک دن ضرور واپس آجائے گی۔"

---

[1]: مصنفہ ایسی رسموں کی عینی شاہد ہے۔ صادق الخیری

"اوباسان" اوجی سان نے چپکے سے کہا۔ "ہمارے لئے مناسب نہیں ہے کہ ہم اس مقدّس اور ذاتی رسم کو دیکھنے لگیں۔ تم گھر جاؤ، لیکن میں یہیں کسی درخت کے سایہ میں چھپ جاؤں گا۔ کیا خبر اُسے میری کچھ ضرورت پڑ جائے۔"

خوشبو نے چقماق کی چنگاریوں سے ایک شعلہ پکڑ لیا، اور درختوں کے تاریک جھنڈ دھوئیں سے گھر گئے۔ دھوئیں نے روحانی طور پر یا تخلیقِ خیال کی بنا پر ایک شکل اختیار کر لی۔

چاروں طرف سکوت طاری تھا۔

اس نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور سامنے ایک عورت کی دھندلی شکل دکھائی دینے لگی۔

"میری محبوبہ کہاں ہے۔" اس کے دردانگیز الفاظ فضائے بسیط میں گونجنے لگے۔ "یہ صورت تو میری ماں کی سی معلوم ہوتی ہے، جب موت کے وقت اس کے چہرے پر نقاب ڈال دی گئی تھی۔"

"اے محبوبہ!" وہ پروانہ وار آگے بڑھا اور قوّتِ متخیلہ تخلیق میں مصروف ہو گئی۔ "اس پردۂ جدائی کو ہٹا دو۔ محبوبہ! یہ میری دعاؤں کا جواب ہے۔ تم میرے پاس واپس آ رہی ہو۔" وہ ہاتھ بڑھائے اُس کی طرف لپکا —— اور شکل بالکل صاف نظر آنے لگی۔

"نہیں۔" اُس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور وہ متعجب و خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹا "نہیں! —— ماں!"

ایک دردانگیز اور خوفناک چیخ ساری فضاء میں پھیل گئی۔ "یہ کیا ہوگیا؟ قسمت نے میرے ساتھ چال چلی ہے۔ اے ماں! تم چین سے آرام کرو۔ اس زمانہ میں ہم خود اپنی مرضی سے شادی کرتے ہیں۔ میں اپنی محبوبہ کی شکل کا منتظر تھا مگر قسمت نے تمہیں بھیج دیا —— نہ جانے کیسے؟۔ مجھے ملامت کرنے کے لئے —— تمہاری شر بار آنکھوں سے غصّہ ٹپک رہا ہے۔ مگر میں بغیر اُسے دیکھے رات نہ گذرنے دوں گا —— جاؤ اے ماں، جاؤ تم آرام کرو —— میں اِسی رات مر جاؤں گا، اگر......"

قلبی خوف اور روحانی صدمے میں ڈوبا ہُوا وہ قصرِ انجام کی طرف جلدی جلدی روانہ ہوگیا اور اوجی سان بھی جس کی ٹانگوں میں جوانی عود کر آئی تھی اسی طرف بھاگنے لگا۔ وہ الماری میں سے خنجر آبدار کو نکال لینا چاہتا تھا جس سے اس خاندان کے جدّامجد نے "ہراکیری" کی تھی۔ "کیا خبر اس کی نظر اس خنجر پر پڑ جاتے اور وہ ....!" وہ دوڑتا ہُوا جھیل میں سے تیر کر گنبد دار عمارت میں چڑھ گیا۔

"غیر ملکی عورت، غیر ملکی عورت! مشرق و مغرب —— دو مختلف قوموں اور رنگوں میں بغیر تباہی و بربادی کے اتحاد نہیں ہو سکتا!" لیکن وہ اپنے آقا پر رائے زنی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

فضا المناک ہوگئی تھی۔ تمام قصرِ آغاز و انجام پر حزن چھا گیا تھا۔

وہ اندر داخل ہُوا، مگر بہت دیر ہو چکی تھی۔

فوسا نوریکا کے ہاتھ میں خنجر آبدار چمک رہا تھا۔

پندرھواں باب

نوسانوریکا کو یہ مداخلت ناگوار گذری، مگر اس نے پھر بھی مسکرانے کی کوشش کی "کوئی تکلیف ہے؟"

"نہیں آقا" اوجی سان نے مؤدب ہو کر کہا۔

"تو پھر تم نے اپنے آقا کے سامنے اداس ہونا کب سے سیکھا ہے؟"

اوجی سان وفاداری کے جوش میں دہم ہوا جا رہا تھا۔

نوسانوریکا اُسے دیکھ کر مسکرایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ بےچینی و اضطراب کو بھول چکا ہے، اور خوش خوش یانزا کو جانے کے لئے تیار بیٹھا ہے۔

اس نے خنجر اپنے وفادار بوڑھے کے آگے رکھ دیا۔

اُس نے زبان سے کچھ نہیں کہا، مگر بوڑھا کچھ سمجھنے سے قاصر اور حکم کا منتظر تھا۔

اُس نے بہت خاموشی سے اس کی طرف دیکھا اور سر جھکا لیا۔

"کے نشا کو"

(اس نے اُسے اپنا ساتھی مقرر کر دیا، جس کی مدد سے اُسے "ہراکیری"

کرنی تھی ۔)

اس کے خیالات گردش کرنے لگے ۔ وہ کسی طرح اپنے آقا کو اس ارادے سے باز رکھنا چاہتا تھا، مگر اُسے بولنے یا التجا کرنے یا اس کے بدلے اپنے آپ کو پیش کرنے کی ہمّت نہیں ہوتی تھی ۔ اُس نے بمشکل تمام آخر کہہ ہی دینا چاہا " آقا ! یہ تو —— "

فوسانوریکا نے اپنی غمگین اور نیم وا آنکھوں سے اس کو دیکھا، اور اس کی بات پوری ہونے سے پیشتر کہا " جاپان میں وفادار ملازم کب سے اپنے آقا کو راستے سمجھانے لگے ہیں ؟ "

بوڑھا خاموش ہو گیا اور عاجزی سے بولا ۔ " مجھے معاف کر دیجئے ۔ "

اس کا دل رو رہا تھا ۔ اس نے زلزلے کے بعد سے یعنی پچیس سال سے بھی زیادہ اس کی خدمت کی تھی ۔ وہ اُس کی محبّت سے محرُوم نہیں ہونا چاہتا تھا ۔

فوسانوریکا نے اپنے آپ سے کہا ۔ " میری محبُوبہ نے مجھے چھوڑ کر بتا دیا ہے کہ میں غلطی پر ہُوں اور میری ماں نے مجھ پر ظاہر کر دیا —— کہ والدین کی اطاعت سب سے افضل ہے ۔ مگر مجھ میں طاقت ہی نہیں کہ میں فرمانبرداری کر سکوں ۔ "

وہ بوڑھے کی طرف دیکھ کر مُسکرایا ۔ " میرے ساتھ شہ نشین تک چلو ۔ میں تم کو بتا دوں گا کہ اس ایک گھنٹے میں تمھیں کیا کرنا ہے ۔ میں خود اس عرصے میں غسل کروں گا، اور سفید لباس پہنوں گا ۔ مجھے ایک خط بھی لکھنا ہے .... چلو ۔ "

اوجی سان غور سے تمام ہدایات سُن کر واپس چلا گیا تاکہ اپنے آقا کو اُس کے سفر میں پُوری طرح مدد دے۔ شہ نشین میں جھکے سے سہارا لیکر نوسا نوریکا نے قصرِ آغاز کو حسرت سے دیکھا اور کہنے لگا "معاف کرنا اے محبُوبہ! گویا میں نے تمہارے دل کے دروازے پر دستک دی، لیکن اس کو فرض سے مقفّل پایا۔ تم پر دُوسروں کے فرائض عائد ہیں اور مجھ پر شاید مرحُوم ماں کے —— نتیجہ ظاہر ہے کہ محبّت کا ہمارے دلوں میں خون ہو گیا"۔

اُس نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے "میرے لئے یہ ممکن نہیں تھا کہ میں تمہارے ساتھ رہتا، اور میری ماں ہمیشہ تمہیں ملامت کرتی رہتی —— اس کا چہرہ صدمے سے چُور تھا اور اُس کی آنکھیں آگ برسا رہی تھیں —— "لیکن میں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اے محبُوبہ، تمہارے لئے فرض محبّت پر غالب آگیا، مگر میرے لئے محبّت فرض پر غالب رہی۔ میں نے ایسی تجویز کی ہے کہ اس وقت کے تمام واقعات تم سے ہمیشہ چھپے رہیں گے"۔

اوجی سان جو چند ہدایات پُوری کر کے آگیا تھا اُس کی پُشت پر کھڑا ہُوا غیر ملکی عورت کو دل میں کوسنے لگا، جس نے اُس کے آقا کے دل پر قبضہ کر لیا تھا۔

"پیاری، ابھی اس وقت میں بیس منٹ باقی ہیں، جب میں سفید کپڑوں میں تمہارے پاس آتا ——" یہ کہتے ہوتے وہ کمرے میں آگیا۔

" اب آرام کرو" وہ دیوار پر اُبھرے ہُوتے الفاظ اور ایک طرف سامانِ سفر دیکھ کر ہنسنے لگا۔ سامنے ایک سفید فرطون پر دو لال چٹائیاں

جلدی میں رسلی ہوئی بچھی تھیں۔

اوجی تسان خنجر کو اس کے سامنے رکھ کر سرنگوں ہُوا اور پھر بارہ قدم پیچھے ہٹ کر شماں کی طرف دیکھنے لگا۔ بوڑھے ملازم کا دِل جذبات سے کٹا جا رہا تھا۔ تمام احکام کو ٹھکرا کر اُس نے اپنے آقا کو آخری بار زندہ دیکھا اور پھر نظر دُوسری طرف پھیر لی "کِس قدر پر سکُون صورت ہے!"

مندر کی گھنٹیوں نے رات کی موت اور صبح کی پیدائش کا مژدہ سنایا۔

"اے محبُوبہ! تیرے قدموں پہ اپنی جان، تیرے ہاتھوں میں اپنا دل اور تیرے چہرے پر اپنے لب پیش کرتا ہوں، جو تجھے میری یاد دلائیں گے۔" فوسانوریکا نے خنجر کو آہستہ آہستہ اوپر اٹھاتے ہُوئے کہا۔ "مجھے تجھ سے محبّت ہے، مندر کی گھنٹیاں بھی کہہ رہی ہیں کہ مجھے تم سے محبّت ہے۔"

اور جب مندر کی آخری گھنٹی گونجی تو اُس نے سرگوشی میں کہا "سیلوک کیمو، اے محبُوبہ۔"

رحم کی دیوی کے ہاتھوں سے خاموشی اور سکوت کی بسیط چادر پھسل کر چاروں طرف بکھر گئی۔

"اے محبُوبہ!" خنجر کا خوفناک پھل اُس کے مضبوط ہاتھوں میں چمکنے لگا۔ "یہی وقت ہے۔"..... وہ چیخا اور مسکراتے ہُوئے ایک طرف گر گیا ——— بے جان، مُردہ!

اور اسی وقت ——— پہاڑی پر قرمزی روشنی جھلملانے لگی!!

سولھواں باب

جب کمان پوری طاقت سے کھینچی گئی ہو،
تو کوئی چیز ایسی نہیں جسے تیر، چیر نہ دے۔

چاپانی مثل

ماترا خیالات میں غلطاں و پیچاں تھی۔ اس کا ارادہ تھا کہ کیوٹو کو فوراً چھوڑ دوں، لیکن جب وہ کوبے کی بندرگاہ سے روانہ ہونے والی تھی، اُسے خیال آیا کہ میں عنقریب ماں بننے والی ہوں۔ وہ اب اپنے شوہر سے طلاق کی درخواست بھی نہیں کر سکتی تھی — اور گھر جانا بھی اس کے لئے مناسب نہیں تھا —— لوگ کیا کہیں گے ؛

صرف دو صورتیں رہ گئی تھیں۔

ایک یہ کہ جم اپنے آپ اسے طلاق دے دے، اور وہ تمام زندگی اٹھانے کے بعد اپنے محبب کے پاس چلی جائے، اور دوسری یہ کہ اپنی زندگی ہی کا خاتمہ کر دے۔ ان لمحات میں اُسے اپنے محبّب کا خیال آ گیا۔ —— جس کی محبت ہیجان برپا کئے دیتی تھی۔

موت ہی ایک آسرا رہ گیا تھا، اور اسی پر وہ غور کر رہی تھی کہ خیال نے عورت کا شاہی مگر پرخار تاج اُس کے سامنے پیش کیا ــــ اُسے ایک دُوسری زندگی کے تحفظ کے لیئے جد وجہد کرنی تھی۔

"میرا راز میرا ہے، میرے افعال میرے ہیں ــــ میرا بچّہ میرا ہے ــــ" اس نے آنکھیں بند کرلیں اور دُور کوئی امید کی جھلملاتی شمع دیکھتے ہوئے کہنے لگی: "مجھے نہیں معلوم تھا کہ محبت یہ صُورت بھی اختیار کرلیتی ہے۔ میں سمجھتی تھی کہ بچّہ محبّت کا صرف ایک حِصّہ ہوتا ہے ــــ پھولوں کی پنکھڑی کی طرح! مجھے کیا خبر تھی کہ بچّہ خود ہی محبت کی دُوسری شکل ہے۔ ــــ جس کا وجود بیچارگی میں یقینی ہے ــــ میں ضرور کیوٹو چلی جاؤں گی تاکہ وہ میرے بچّے کا نام تجویز کر دے۔"

اُس نے اپنے محبُوب کے پاس واپس جانے کا اور خود کو رحم کے رحم پر چھوڑ دینے کا قصد کرلیا کہ شاید وہ اُسے وقت سے پیشتر طلاق دیدے۔

"میرا بچّہ" اُس نے دل میں کہا۔ "میرے رخساروں پر اپنی معصوم اُنگلیاں رکھا کرے گا۔ ننھے ننھے ہاتھ! منے منے پاؤں!" وہ محبّت کی اس تشکیل پر فخر کرنے لگی اور اُس نے ارادہ کرلیا کہ اس کی خاطر وہ سب کچھ برداشت کرلے گی۔

وہ قصرِ آغاز میں واپس آگئی اور تاریک کمرے میں کھڑے ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگی۔

اس نے ملازموں کو آواز دی۔

لیکن اوجی سان تک آواز نہیں جا سکتی تھی کیونکہ وہ اپنے آقا کی آخری خدمت انجام دے رہا تھا۔

اُس کی بوڑھی بیوی بھی نہیں آسکتی تھی —— وہ معبودِ ترحم کے آگے سرنگوں ہو کر التجا کر رہی تھی۔

اُس نے سوچا "شاید وہ یاترا کرنے کے لئے چلے گئے ہیں" اور کاغذی دریچے کو دیکھ کر وہ خود بخود کہنے لگی "اے جسم کے پار ہونے والی ہوا! تو اُن سوراخوں کی مرہونِ منّت ہے جو معصوم انگلیاں کاغذی دریچوں میں کر دیتی ہیں۔"

ماں بننے کے خیال نے اس کی ندامت کو بھلا دیا اور وہ کہنے لگی:
"مجھے کسی مرد کی ضرورت نہیں۔ اپنے بچّے کا نام رکھنے کے لئے میں سب کچھ کر لوں گی —— مجھے کسی مرد کی ——"

مندر کی گھنٹیوں نے اُس کے الفاظ روک دیئے۔

"اُپنے بچّے کی خاطر، اُسے بلانے کے لئے میں دریچے میں قرمزی روشنی کر دوں گی۔" اس نے لیمپ پر سُرخ شیڈ رکھتے ہُوئے کہا۔ "وہ —— عین انتظار میں ہو گا —— اُس نے میرے خط پر شاید ہی یقین کیا ہو۔"

دریچے میں سُرخ روشنی ہو گئی —— ٹھیک اُس وقت جبکہ فوسا نوریکا نے مَوت کو گلے لگا یا!

بہت سے پھول کھلتے اور مرجھا جاتے ہیں
اور ہوا ان کی پنکھڑیاں
اِدھر اُدھر بکھیر دیتی ہے

جاپانی نغمہ

ایک گھنٹہ گذر گیا

گنبد دار عمارت پر نظر جمائے وہ آہٹ کی منتظر تھی، لیکن رات کی خاموشی اور تاریکی میں کوئی حرکت نہیں ہوئی۔ "اُس نے میرا خط پڑھ لیا ہوگا۔ اس لئے شاید وہ مجھے واپس لانے کے لئے کوبے چلا گیا ہے —— شاید وہ واپس ہی نہ آئے۔" اُس کا دل کسی خوف سے تھرّا اُٹھا "اگر اُسے میرے خط پر یقین آگیا تو ممکن ہے وہ کبھی واپس نہ آئے —— نہیں، اے خدا" وہ کسی خیال سے لرز گئی۔ "ایسا نہ ہو! —— اب جب کہ مجھے اُس کی ضرورت ہے"

"شاید اُسے خط ملا ہی نہ ہو" وہ اپنے خوف کی تردید کرنے لگی۔ "ممکن ہے وہ انتظار کی گھڑیاں ختم کرنے کہیں گیا ہوا ہو، اس لئے اگر میں وہاں جاکر وہ خط اُٹھا لوں تو معاملات درہم برہم ہی نہ ہوں گے۔"

سر اونچا کرتے ہی اُس نے دروازے میں ایک سایہ دیکھا۔ اس نے بازو پھیلا دیئے مگر فوراً ہی اُن کو گرانا پڑا۔

"کیا ہے؟" اوجی سان کو دیکھ کر اُس نے آہستہ سے کہا،

اور اس کے سپید لباس، پیٹی میں چمکدار خنجر اور آنکھوں میں شعلہ نفریں دیکھ کر اسے ڈر لگنے لگا۔

اُس نے ہانپتے ہُوئے دوبارہ پوچھا "کیا ہے"؟

بوڑھا مؤدب ہو گیا "آقا آپ کو گنبد دار عمارت میں یاد کرتے ہیں"

اس نے جھوٹ بولا اور اُس کے جھکے ہُوئے سر نے صدمے اور نفرت کو چھپا لیا۔

"کیا وہ علیل ہیں؟"

اوجی سان مؤدب رہا۔ "میرا کام صرف آقا کا پیغام پہنچا دینا ہے"۔ اس نے ایک طرف ہوتے ہُوئے کہا اور مائرا کے پیچھے پیچھے ہو گیا۔

گنبد دار عمارت پر سکون اور سکوت چھایا ہُوا تھا۔

اس نے زینے پر چڑھ کر دروازے میں سے بانس کے شمع دان میں ایک شمع جلتی ہُوئی دیکھی۔

"یہ کیا ہے"؟ وہ حیرت زدہ ہو کر بولی۔ "کیا ہو گیا؟" اُس نے بوڑھے کا بازو ہلا کر پوچھا "مجھے بتاؤ یہاں کیا ہُوا ہے؟"

اوجی سان مسکرایا۔

لیکن مائرا جاپان کی اس مسکراہٹ کا مفہوم بھُول کر مطمئن ہو گئی۔

"آقا آرام کر رہے ہیں" اُس نے ہاتھ جوڑے اور نظریں نیچی کئے ہُوئے کہا "وہ صبح سے باہر تھے"

مائرا نے اُس کی طرف یکبارگی دیکھا۔ اُس کی باوفا آنکھوں میں حقارت ہویدا تھی اور اس کا دل انتقام کی آگ میں جل رہا تھا۔ اس سفید فام

عورت نے اُس کے مالک کو نہ صرف اس سے جُدا کر دیا تھا بلکہ مسلے ہوئے پھول کی طرح اُس کی جوانی کو اپنے پاؤں سے روند ڈالا —— تاہم اُس نے اپنے محبوب آقا سے اُس کی ہدایات پوُری کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن —— اس سے پیشتر وہ اس غیر ملکی عورت کے دل کو نشتروں سے گود دینا چاہتا تھا تاکہ ساری عمر اسے حسرت والم رہے۔

اُس کا آقا مر چکا تھا۔

ماترا ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔ سفید خاک طون پر کوئی شخص سفید کپڑے پہنے بیٹا ہوا تھا۔ اس پر ہلکی سُرخ روشنی پھیلی ہوئی تھی اور سرہانے دو شمعیں اور پائینتیوں ایک شمع ماتم کناں تھی۔

"شمعیں موت کی نشانی ہیں"۔ اُس نے زیریں لہجے میں دہرایا:

"شمعیں مَوت کی نشانی ہیں"۔

وہ پیچھے مُڑی۔ بوڑھا دروازہ روکے کھڑا ہوا تھا، اور اُس کی آنکھوں سے حقارت ٹپک رہی تھی۔

"اندر جا کر دیکھیے"۔

وہ اندر چلی گئی۔ کمرے میں خوف و ہراس چھایا ہوا تھا اور اُس کے قریب —— سفید لباس میں کوئی لیٹا ہوا! سرہانے دو شمعیں اور پائینتوں ایک!

اس کے محب کی لاش!

دو سُرخ چادروں کو جلدی میں سی کر اُس کا جنازہ بنایا گیا تھا اور

ایک ریشمی چادر اس کی کمر تک لپٹی ہوئی تھی اور بڑی بڑی سفید آستینیں رسم کے مطابق اس کے دونوں جانب پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ اپنی خواب آلود اور نیم وا آنکھوں سے اُس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ مُردہ ؟ منتظر ؟ وہ مردہ نہیں ہو سکتا تھا۔

اُس نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے "اے محبوب ! —— " آخر کار اس نے اُس کے لئے لفظ تخاطب معلوم کر ہی لیا۔ وہ مُردہ نہیں تھا۔ وہ مسکرا رہا تھا اُس نے اپنا نام سُن لیا تھا۔ وہ مُسکرا دیا تھا وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اُس کے خوب صورت اور پُر سکون چہرے کو دیکھنے لگی۔ اس کا مسکراتا ہوا چہرہ! جاپان کی پر فسوں مسکراہٹ! قربانی کے دُکھ کو چھپانے کے لئے —— قرمزی روشنی سے قطعی انجان جو انقباضِ رُوح کے وقت نمودار ہُوئی —— وہ مسکرا رہا تھا۔

فراست بیدار ہو گئی اور اُس نے سرد اور سخت شے محسوس کی "اے معبود!" اُس کی زبان سے نکلا "ایسا نہ ہو! —— اور جب اُس نے خنجر کو چمکتے ہُوئے دیکھا تو وہ کانپنے لگی۔ "یہ سُرخ چٹائیاں! اور تین شمعیں! —— میں نے پڑھا تھا یا کسی نے بتایا تھا! کہیں اس نے —— ؟ اے خدا! یہ بچہ! اس کا! —— میرا! —— اس نے کہیں ہراکیری تو نہیں کر لی ؟"

وہ اس سے پٹ کر اُسے ہر اس نام سے پکارنے لگی جو محبّت تجویز کر دیتی ہے۔

اُس کے ہاتھ اُس کے سینے پر رکھے ہُوئے تھے اور انگلیوں میں کوئی

چیز چمک رہی تھی جس میں کاغذ کا ایک پُرزہ اڑسا ہُوا تھا۔

اُس نے اپنے محب کی طرف دیکھا۔

وہ اُسے دیکھ رہا تھا۔

آہستہ سے اُس نے انگشتری اتار لی ـــــ اس ہاتھ میں سے جس نے اُس کے جسم سے بارہا مس کیا تھا ـــــ اور کاغذ پر لکھے ہُوئے الفاظ کو دھندلی روشنی میں پڑھا

"تمھارے نام اے محبُوبہ!

سایونارا ـــــ یہی انجام ہونا تھا۔"

اور ایک کونے میں ایک تصویر بنی ہوتی تھی ـــــ ایک ناشگفتہ کنول! ایک بڑا بھونرا! جاپانی بھونرا! جس کا ایک بازو ٹوٹ گیا تھا ـــــ یہ قوسانوریکا کے ہاتھ کی آخری تصویر تھی۔ اُس شہرۂ آفاق مصوّر کی جس کے نام کا ترجمہ ہے:

"مرغزار پھُولوں سے لہلہا رہے ہیں۔"

شکستہ دل بوڑھا ملازم، کپڑوں کی جوتیاں پہنے آہستہ سے باہر چلا گیا، اور ماتزا نے اپنے محب کے آگے ہاتھ پھیلا دیئے ـــــ انگشتری اس کے ہاتھ میں چمک رہی تھی۔ اسے اپنا وعدہ یاد آگیا کہ میں اُس کی انگشتری کو ہمیشہ پہنے رہوں گی ـــــ "میں تمھیں کچھ پیش نہیں کر سکتی۔" اُس نے سرگوشی میں کہا۔ "میرے پاس تمھاری کوئی شے نہیں ہے جسے اپنے سینے سے اس وقت تک لگائے رکھوں جب تک میں تمھارے پاس آؤں ـــــ سوائے ـــــ تمھارے بچّے کے!"

اس نے اُسے محبّت اور الم سے دیکھا —— وہ سو رہا تھا! وہ سو رہا تھا۔ مُسکراتا ہُوا، پر سکون، خاموش!

"سیوک کیو!"

اُس نے بلند آواز سے کہا اور دروازے میں سے باہر جاتے ہُوئے اُسے مڑ کر دیکھا۔

شمعوں کے شعلے رقص کناں تھے اور وہ سفید بستر پر لیٹا ہوا، اُسے جاتے دیکھ رہا تھا۔ خوبصُورت، جوان، مطمئن! وہ ہاتھ پھیلاتے ہُوئے اُس کی طرف دوڑی:

"اب آرام کرو۔"

اس نے پیار اور رنجیدگی سے کہا اور اُس کی آنکھوں کو چُوم کر چلی آئی۔ بوڑھا ملازم خاموشی سے اُس کے ساتھ پہاڑی کی بلندی تک گیا اور جب وہ مکان کے اندر چلی گئی —— تو وہ واپس آ گیا۔

وہ گنبد دار عمارت میں داخل ہوتے ہُوئے کہنے لگا:

"اب جب کہ وہ مر گیا ہے تو میری محبت لامحدود ہو گئی ہے —— اس لئے میں اجنبی روحوں میں اُسے اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔"

دبے پاؤں اور خاموشی سے وہ فوسا نوریکا کی لاش تک پہنچ گیا۔ جہاں تین شمعیں سرہانے اور پائنتیوں، موت کا مرثیہ پڑھ رہی تھیں۔

"یہ بڑی عزت ہے" اس نے اپنا سفید سوتی لباس دیکھتے ہُوئے کہا۔ "اپنے آقا کی ہمراہی ملازم کی سب سے بڑی عزت ہے۔"

اپنے آقا کے قدموں پر جھک کر اُس نے شمال کی طرف دیکھا، جہاں فوسانورآبیکا نے اپنے وفادار ملازم کے پھیلے ہُوتے ہاتھ دیکھ کر اپنے ہاتھ پھیلا دیئے:

"اوموکاتے۔کدُا۔سارے با۔آمی دا۔ساما!"

(اے دائمی آقا! اپنے غلام کو بلا لے)

اور چمک دار خنجر باوفا دل میں پیوست ہوگیا۔

سترھواں باب

اُس کی محبوبیت میری زندگی اجیرن کیے دیتی ہے۔
آہ یہ متلوّن زمانہ رنج و الم سے لبریز ہے!

جاپانی نغمۂ الفت

مائی رَا جم کے خطوط کو بغیر پڑھے ہُوئے جلا دینا چاہتی تھی۔ اُس نے اپنے ہاتھ میں ان خطوط کو دیکھتے ہُوئے کہا "الٰہی! میرا راز میرا ہے۔ کاش! یہ میرا ہی رہے تاکہ —— جم اس سے کبھی واقف نہ ہو۔"

وہ باہر چلی گئی۔

"کاش! میں نے جَم سے وہ شرط ہی نہ کی ہوتی۔" وہ مایوسی سے کہنے لگی۔

"اوباسان —— !" اس نے اپنی خادمہ کو کئی بار آواز دی۔

بوڑھی عورت نے اُسے دیکھ کر مسکرانے کی کوشش کی تاکہ وہ اپنے بے انتہا غم کو چھپا لے، اور سرنگوں ہو گئی "سان! مہربانی فرما کر مجھے ایک گھنٹے کی مہلت دیدیجئے۔"

اس نے مجبوراً اجازت دے دی

پھر اُس نے کمرے میں روشنی کر دی اور خود بخود اس کی نظر جم کے ایک تازہ خط پر جا پڑی جو ایک ہفتے پیشتر ٹوکیو سے بھیجا گیا تھا " اس خط کے پڑھنے سے مُجھ پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔" اُس نے دل میں کہا " اوباسان کے آنے تک ذرا وقت کٹ جائے گا۔"

"میڈونا ——

مجھے یاد ہے کہ میں نے تمھیں خود ہی جواب دینے کے لئے منع کر دیا تھا مگر اس کو عرصہ گذرا اور میں اب تک تمھیں بیشمار خطوط لکھ چکا ہُوں

. . . مجھے یقین کامل ہے کہ تم نے اوہاراسان کی افواہ پر کوئی توجہ نہیں کی ہوگی۔ جیسا کہ میں نے تمھیں لکھا تھا، میری ایک ٹانگ ٹوٹ گئی ہے . . . . "

"ٹانگ ٹوٹ گئی ؟" اُس کے مُنہ سے بے ساختہ نکلا۔ اور اُس نے بے چین ہو کر جلدی سے سارا خط پڑھ لیا۔

" . . . ڈاکٹر کی مدد سے میں اب رو بہ صحت ہوں ٹانگ جڑ تو گئی ہے مگر کُچھ عرصے تک مجھے بیساکھی استعمال کرنی پڑے گی۔ کیا تمھیں یہ بُرا معلوم ہو گا ؟ ہونا تو چاہیے —— کہ تمہارا شوہر لنگڑا ہو گیا۔

میں بیحد دُبلا ہو گیا ہُوں —— تکلیف کی وجہ سے نہیں،

بلکہ اس لئے کہ مجھے اپنی دُلہن کی کافی عرصے سے کوئی خبر معلوم نہیں ہُوئی۔

میں تمھارے پاس جلد آرہا ہُوں۔ میری پیاری محبُوبہ! عصمت مآب! خوب صُورت!

اب چاہے کتنے ہی زلزلے آئیں اور کتنے ہی سیلاب بستیوں کو اجاڑ دیں مجھے کوئی بھی اب تمھارے پاس آنے سے نہ روک سکے گا۔

میں بیحد خوش ہُوں اس قدر کہ شاید چیخنے لگوں، کیوں کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر میں تمھارے پاس آجاؤں گا اور شاید تھوڑے عرصے بعد —— میرا دل اس خیال سے بلیوں اچھلنے لگتا ہے کہ —— میں تمھاری گود میں ایک بچّہ دیکھوں گا —— لڑکی یا لڑکا —— سنہری بال یا سیاہ!

میں بہت جلد تمھارے پاس آکر تمھیں اپنے سینے سے لگا لوں گا۔ چمٹاؤں گا، بھینچوں گا، یہاں تک کہ فراق اور تنہائی ہمیشہ کے لئے معدوم ہو جائیں ؟؟

سورج طلوع ہوتا ہے —— غروب ہونے کے لئے
چاند روشن ہوتا ہے —— زرد ہونے کے لئے
اور انسانی طاقت اور اعزاز
تو ان سے کہیں زیادہ کم ہیں۔

بُدھی مقولہ

"معبودا! جم کو ہرگز علم نہ ہو کہ میں اس کی امانت محفوظ نہ رکھ سکی!"

اُس نے روتے ہوئے دعا مانگی "وہ اس وقت تک یہاں نہ آئے جب تک —— خدا جانے —— قانون —— پولیس —— اور گنبد دار عمارت کی تلاشی ——!"

تھوڑے فاصلہ پر آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"شاید پولس"

وہ گھبرا کر کہنے لگی:

"کسی نے مطلع کر دیا ہے۔"

آوازیں قریب تر آگئیں۔

وہ لوگ کیا باتیں کر رہے ہوں گے؟ اُسے علم تھا۔ وہ اُسے گرفتار کرنے آ رہے تھے۔ جاپان میں عورتوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے؟ خاص کر ایک مشتبہ انگریز عورت کے ساتھ!

آوازیں بالکل قریب آگئیں۔

کوئی شخص دروازے کے باہر کھڑا تھا ——— انگریزی کپڑوں میں!

طویل قد! وہ اس کی طرف دیکھ رہا تھا، مگر اُس کی نگاہ اس پر سے ہٹی ہوئی تھی!

وہ دوسری طرف کیوں دیکھ رہا تھا ——— جب کہ وہ اُس کے سامنے کھڑی تھی

اُس کے ہاتھ ——— !

ایسے ہاتھوں کو اُس نے کئی مرتبہ دیکھا تھا۔

اُس کے بال برف کی طرح سفید تھے۔

وہ اُس کی طرف دیکھ رہا تھا مگر اس کی نگاہ ذرا بچی ہوئی تھی۔

وہ اُسے پہچان گئی۔ وہ اُسے جانتی تھی۔

اُس نے دُوسری روشنی جلا دی پھر بھی اُس شخص نے کوئی حرکت نہیں کی۔

ایک شیریں لفظ نے خاموشی کو توڑا:

"میڈونا"

سکوت۔

"میڈونا! اگر تم یہاں ہو تو میرے پاس آجاؤ — مجھے دکھائی نہیں دیتا۔"

وہ دوڑ کر اس سے لپٹ گئی:
"کیا ہوا جم؟ مجھے بتاؤ! یہ کیا ہوا؟"
وہ اس کی سسکیوں کو اپنی آواز سے دباتی ہوئی بولی۔
"کیا ہوا جم؟ مجھے بتا دو نا؟"
"قسم کھاؤ کہ میرے بتانے سے تم بدلو گی نہیں —— قسم کھاؤ!"
جم نے اُسے بھینچتے ہوئے کہا "میڈونا!"
وہ رُک گیا اور اُس کی آنکھوں سے آنسو ڈھلکنے لگے۔
"خدارا مجھے بتا دو کہ ہوا کیا؟" —— وہ والہانہ انداز میں بولی۔
"میڈونا! میری میڈونا! کیا تم نہیں سمجھتیں —— میں بصارت کھو چکا ہوں۔"
اُس نے اُس کے رخساروں کو، آنکھوں کو اور سفید بالوں کو محبت سے چوما اور اُس کے سینے پر اپنا سر رکھ دیا۔
وہ رونے لگی —— اس کا دل رونے لگا۔
جم نے اُسے اپنی تمام کہانی سنا دی اور اس کا انجام بھی، جب زلزلے میں ایک مکان کے گرنے سے اُس کی آنکھیں ضائع ہو گئیں۔
میڈونا کا سر ندامت سے جھکا ہوا تھا —— وہ جھیل میں کود جانا چاہتی تھی مگر اس کا انجام؟ نابینا شوہر کو بھی خودکشی کرنی پڑے گی، اور ایک دن منصفِ اعظم کے سامنے اُسے ان دو شخصوں کا مجرم بننا پڑیگا جو

اس کی محبت ہیں زندگی سے محروم ہو گئے۔ اور اگر وہ اِس ارادے سے باز رہی تو اس کے شوہر کی بدنامی؛ کون جانے اپنی محبت اور امانت پامال ہونے کی خبر سن کر اس کا کیا حال ہو! بے بس! بے بصر! وہ اُس کے شانے پر سر رکھ کر سسکیاں لینے لگی۔

"کیا ہے میڈونا؟" اُس نے پیار سے پُوچھا۔

"کہہ دو!" شرافت نے سرگوشی کی۔

لیکن محبت نے شرافت کے لبوں پر انگلی رکھ دی۔

"اپنے آپ کو اس کے رحم پر چھوڑ دو —— تمہیں اقرار کر لینا چاہیے۔"

شرافت اصرار کرنے لگی۔

جم نے اس کے لبوں کو چُومتے ہُوئے کہا "مجھے تم سے محبت ہے۔"

اور یہ پہلا موقع تھا کہ اُس نے اپنی بیوی سے صحیح معنوں میں اظہارِ عشق کیا

"تم میری ہو —— بشرطیکہ تم مجھ اندھے اور لنگڑے کو قبول کر لو۔"

ایک نے دوسرے کے لبوں پر مُہرِ الفت ثبت کر دی۔

"میں پہلے ہی جانتا تھا کہ تمہارے دل کی گہرائی میں میری محبت کی شمع فروزاں ہے۔"

اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ وہ اس وقت سے ڈر رہی تھی جب لوگ

انھیں گھیر لیں گے اور اس کا راز طشت از بام ہو جاتے گا ——
وہ یہ گوارا نہیں کر سکتی تھی۔
آخر شرافت نے فتح پالی اور اُس نے اپنا راز اس پر ظاہر کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

اٹھارھواں باب

"میں اب ضبط نہیں کر سکتی۔ مجھے تمہیں بتا ہی دینا چاہیے" ماترا اپنے چہرے کو ہاتھوں سے ڈھانپتے ہُوتے بولی۔

"میں کچھ نہیں سنوں گا میڈونا!" جم اسے اپنے بازوؤں کی گرفت میں لیتے ہوتے بولا "تاوقتیکہ تم مجھ سے یہ نہ کہو کہ میں تم سے محبت کرتی ہُوں۔ اگر تم نہیں چاہتیں کہ میں . . . ! تو یہ کہہ دو!"

"جم، پیارے جمؔ، سُن تو لو!"

"پہلے یہ کہو!"

اس نے اس کے سفید بالوں، اداس آنکھوں اور غم ناک چہرے پر محبّت سے ہاتھ پھیرا اور سسکیاں لینے لگی۔ وہ اُسے اب اکیلا نہیں چھوڑ سکتی تھی بلکہ اس کی خاطر ہر ذلت برداشت کرنے لئے تیار تھی۔ اُس کا دل اس کے لئے دائمی اور گہری محبّت سے لبریز ہو گیا۔

—— اور اتنی ہی ندامت سے! اتنے ہی رنج سے "میں تم سے محبّت کرتی ہُوں جم!" اس نے سرگوشی کے لہجے میں کہا۔

وہ اس سے ذرا دُور کھڑی ہو کر دریچے میں سے باہر دیکھنے لگی ——— بھڑکتے ہُوئے شعلے گنبد دار عمارت سے بلند ہو رہے تھے اور اس کے محب کی چتا سنہری لپٹوں میں جل رہی تھی۔

اوباسان نے اپنے بوڑھے شوہر کی جو اپنے آقا کے قدموں میں ابدی نیند سو رہا تھا، تمام ہدایات پوری کر کے تیل چھڑکے ہُوئے ایک کپڑے کو دم بدم تیز ہوتے ہُوتے شعلوں میں پھینک دیا، اور مائترا کے پاس چلی آئی۔

"میڈونا!"

مائترا نے جم کی دُکھ بھری پکار سُنی جو کوئی دم میں دیوار سے ٹکرانے والا تھا۔ اس کے بیکس ہاتھ راستہ ڈھونڈ رہے تھے۔ وہ دوڑ کر اُس سے لپٹ گئی۔

"مجھے راستہ معلوم نہیں۔" اُس نے کہا "مجھے افسوس ہے، تمہیں میری وجہ سے اس قدر تکلیف ہُوئی۔ میں ——— میں اب جا رہا ہوں۔" اُس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ "مجھے اپنی میڈونا پیاری گلِ سوسن ——— کو لہلہاتا رکھنا چاہیئے۔ پھُول بغیر دُھوپ کے نہیں کھِلے رہ سکتے۔"

اُس نے اس کے بالوں پر اپنا رخسار رکھ دیا اور جب اُس نے یہ سوال کیا تو تمام دنیا یک لخت متوجہ ہو گئی۔ "کیا پھُول بغیر دُھوپ کے زندہ رہ سکتے ہیں، میڈونا؟"

"جم ——— پیارے جم!" اُس کی قوتِ گویائی نے جواب دیدیا۔

سامنے کے دروازے میں اوباسان مؤدّب کھڑی ہوئی تھی اور اُس کے پیچھے یارماؤتھ اپنے نابینا آقا کو دیکھ رہا تھا۔ بےحس و حرکت، خاموش!

ماترا نے دونوں کو دیکھا۔ بوڑھی عورت سب کچھ جانتی تھی۔ اس کا کلیجہ دھک سے رہ گیا اور اُسی وقت گنبد دار عمارت کی چھت ایک زبردست دھماکے کے ساتھ نیچے گر پڑی۔

"یہ کیا ہے میڈونا؟" جم نے گویا اُسے اپنی حفاظت میں لے لیا "اس دھماکے کی آواز ایسی ہی ہے جیسی کہ ہم نے زلزلے کے وقت سُنی تھی"

اُس نے جم کے ہاتھ مضبوط پکڑ لئے، اور بصد دقّت بولنے کی کوشش کرتے ہُوئے فریب کے اس راستے پر پہلا قدم رکھا، جس پر اُسے تمام عُمر چلنا تھا۔ "وہاں آگ لگ گئی تھی۔" وہ یارماؤتھ کو دیکھتے ہُوئے کہنے لگی، جو انگریزی بول سکتا تھا۔ "شاید یارماؤتھ اسی کے متعلق کچھ کہنے آیا ہے، جھیل کے اُس کنارے پر ایک گنبد دار عمارت تھی، وہ جل گئی ہے۔"

"اوباسان کو کس قدر معلوم ہے؟ —— اُس نے یارماؤتھ کو کہاں تک اس راز سے آگاہ کر دیا ہے؟ —— وہ بوڑھا شخص کہاں ہے جو مجھ سے نفرت کرتا تھا اور جسے اپنے آقا کی موت کا تمام حال معلوم ہے؟"

—— وہ کچھ دیر اسی کش مکش میں مبتلا رہی۔

اُس نے کہا۔ "یارماؤتھ! چونکہ میں جاپانی اچھّی طرح نہیں جانتی۔ تم اوباسان سے پوچھ کر کیا ہُوا ہے اور کسی کو گزند تو نہیں پہنچی؟"

اوباسان کے بوڑھے شوہر نے، جو اپنے آقا کے پاس چلا گیا تھا اس سے ایک وعدہ لے لیا تھا اس لئے وہ مائرا کو بتانے آئی تھی کہ اس کا راز ہمیشہ اس کے سینے میں رہیگا اُس کی خواہش تھی کہ وہ مرتے دم تک اُس کی خدمت کرے — اُس کے بچے کی — اپنے مرحوم آقا کی نشانی کی!

"اوجی سان ایک طویل سفر پر چلا گیا ہے" یارماؤتھ نے، جو حالات سے قطعی انجان تھا، ترجمہ کیا اور اوباسان اپنے دُکھ کو چھپانے کے لئے مسکرانے لگی۔

مائرا نے ایک بیقرار جنبش کی — "جم! میرا بوڑھا ملازم — اوجی سان —!"

اوجی سان کی ہدایت کے مطابق اوباسان نے یارماؤتھ سے ترجمہ کرنے کے لئے کہا — "بجلی کے تاروں سے کسی طرح آگ لگ گئی، اور اوجی سان جب اُسے بجھانے کے لئے لپکا تو وہ بھی اس کی نذر ہو گیا"۔

جم نے مغموم ہو کر کہا۔ "کس قدر افسوسناک ہے! کوئی اور تو نہیں .....!"

اُس نے نابینا شوہر کی طرف دیکھا جسے دُوسروں سے اسقدر ہمدردی تھی، اور اوباسان کے سامنے کھڑی ہو گئی جسے اس کے خیال میں اب سب کچھ معلوم تھا۔ اوباسان اُسے کسی طرح افسردہ کرنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ شخص اُس کا شوہر ہے، لیکن اس کے حالات پر وہ نکتہ چینی نہیں کر سکتی تھی۔ مائرا — حسین، جوان، خاموش — نابینا شخص کے آگے کھڑی تھی۔

ایک طرف زندگی! دوسری طرف ندامت اور سامنے ابدی محبت!

"کسی اور کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی" یارماؤتھ نے ترجمہ کیا "وہاں صرف تاتامی (سلی ہوئی چٹائیاں)، رکھی ہوئی تھیں —" اوباسان سر جھکائے

کہتی رہی: "کیونکہ میں جاپانی جانتی ہوں، اور اوجی سان کی عدم موجودگی میں، میں ہی یہاں کی ذمہ دار ہوں، اس لئے اگر آپ اجازت دیں تو جب دن چڑھے سرکاری تفتیش کی جائے تو میں ان لوگوں سے سب کچھ کہہ دوں۔"

یارماؤتھ ترجمہ کرتا رہا۔ "کیا آپ میرے حال پر رحم کر کے مجھے اجازت دیں گی کہ جب تک میں زندہ رہوں آپ کی اور آپ کے بچّے کی خدمت کرتی رہوں؟"

ایک لمحے تک دونوں عورتیں جو زندگی اور موت کے راز سے یکساں واقف تھیں، ایک دوسرے کو دیکھتی رہیں اور مائرا نے یارماؤتھ سے کہا:

"اوباسان سے کہہ دو مجھے انھیں اپنے پاس رکھ کر بڑی مسرّت ہوگی۔"

اوباسان اور یارماؤتھ، جو اس راز سے قطعی واقف نہیں تھا دونوں تعظیماً اُس کے آگے جھکے اور دروازہ بند کر کے چلے گئے۔

"کیا ہم اب اکیلے ہیں؟" جم نے آہستہ سے پوچھا۔

مائرا کے قلب میں ارتعاش پیدا ہو گیا۔

"ہاں پیارے!" اُس نے کہا، اور اُس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لئے —— "اور صبح ہو رہی ہے۔"

اُس نے اُس کے بالوں پر اپنے لب رکھ دیئے اور خاموش کھڑی رہی۔ اُس کے سفید چہرے پر رنگ بدل رہے تھے۔ جم نے

اس کی انگلی پر دفعتہً انگشتری محسوس کرتے ہوئے کہا:

"انگشتری! میڈونا!"

اُس نے کھلی ہوئی شوجی میں سے دیکھا۔ اس کے محبّ کی چتا راکھ ہو چکی تھی۔ "میرے خالہ زاد بھائی کی ہے ——— ہماری ——— ہماری ملاقات ہو گئی تھی۔"

اس نے اُس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا لیا "وہ اپنے آپ کو جاپانی سمجھتا تھا۔ کسی جاپانی نے اُس کو زلزلے کے بعد منہدم عمارت میں زندہ پایا ہوگا۔ اسی نے اُس کی پرورش جاپانیوں کی طرح کی اور اصلیت اس پر ظاہر نہ ہو سکی۔ انگشتری پر ہمارا خاندانی نشان کندہ ہے۔"

اُس کے رخساروں پر آنسوؤں کے قطرے ڈھلکنے لگے "شاید میری خالہ کی اماہ نے ایسا کیا ہوگا۔"

آنسوؤں سے بے خبر کیلگ ہان خود بخود مُسکرانے لگا۔ اُسے یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی کہ اُس کی عدم موجودگی میں بھی مائرا کی کوئی دیکھ بھال کرنے والا موجود تھا۔ "جب تم نے اُسے بتایا ہوگا تو اُس کے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی ہو گی۔"

مائرا کانپ گئی "میں نے اُسے کبھی نہیں بتایا، جم! میں ٹالتی رہی۔ وہ اپنے آپ کو بیحد جاپانی سمجھتا تھا، اور اس پر فخر کرتا تھا۔"

"تھا؟" اس نے حیرت سے پوچھا۔

گنبد دار عمارت پر دھوئیں کے بادل چھائے ہُوئے تھے۔ مائرا نے

اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

"وہ مر چکا ہے پیارے! ــــــ ایک حادثہ ہو گیا تھا!"

وہ اُس کے سینے سے لگ گئی۔

"میں تم سے محبت کرتی ہُوں۔"

اس نے سرگوشی میں کہا

"میں ــــــ"

اس کا چہرہ موت کی طرح سفید پڑ گیا اور پاؤں تلے کی زمین نکلتی ہوئی معلوم ہوتی۔

"مجھے پکڑ لو جم ــــــ خدارا مجھے پکڑ لو ــــــ میں اب تمھیں کبھی تنہا نہیں چھوڑوں گی ــــــ میں تم سے محبت کرتی ہُوں۔"

اس کی روح لرزنے لگی اور وہ بیہوش ہو کر جم کیلگ ہان کے قدموں پر گر پڑی۔

پہاڑی پر مندر کی گھنٹیاں بجنے لگیں اور کائنات شیریں محبت اور المناک یاد سے رنگین ہو گئی۔

نشیمن

صادق الخیری کا شدید و لذید ناولٹ

امروز : نشیمن کی سب سے بڑی دلکشی اس کی زبان اور اندازِ نگارش ہے ـــــ جرائم، جاسوسی اور معاشرتی ناولوں کی بھرمار کے اس دور میں نشیمن کی دلکشی اور انفرادیت واضح ہو کر سامنے آتی ہے

جنگ : یہ کہانی حسرت وارمان کے بکھرے ہوئے کانٹوں پر ایک ایسے ذہین مصنّف کی قلمکاری ہے جس کا اندازِ بیان مصنّفانہ کم مصوّرانہ زیادہ ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ مصنّف نے ایک نہایت خوبصورت تصویر تراشی ہے اور اس کی آرزو ہے کہ یہ تصویر ہر دل میں اتر جائے اور ہر ورق پر نقش ہو جائے۔

ریڈیو پاکستان : یہ ناولٹ تکنیک کے لحاظ سے بڑا کامیاب ہے۔

حریت : اس ناولٹ میں صادق الخیری کی فنکارانہ صلاحیتیں پورے شباب پر ہیں۔ وہ انتہائی دلکش، خوبصورت اور جادو اثر روداد لکھتے ہیں۔

ندائے ملّت : اس ناولٹ کے گٹ اپ (ترتیب و تزئین) میں ان جملہ لوازم کو ملحوظ رکھا گیا ہے جو یورپی یا امریکی کتابوں کے لئے مختص سمجھے جاتے ہیں۔

اخبار خواتین : نشیمن صادق الخیری کا مشہور ناولٹ ہے جسے قابلِ رشک مقبولیت حاصل ہوئی۔ چنانچہ مختصر مدّت میں اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوئے۔

نشیمن، والہانہ عشق اور معصوم حسن کی بڑی دلدوز داستان ہے۔

اسے ایک دفعہ پڑھ کر سیری نہیں ہوتی۔ بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے اور جی نہیں بھرتا!

ڈی لکس ایڈیشن، قیمت پانچ روپے

اُردو کے کسی افسانہ نگار نے سچی زندگی، رومان، بے باک طنز اور مشرقی انداز بیان کو اس خوبصورتی سے یکجا نہیں کیا، جتنا صادق الخیری نے ——

پروفیسر وقار عظیم

صادق الخیری ان چند افسانہ نگاروں میں سے ہیں جو زبان و بیان دونوں کو ساتھ لیکر آگے بڑھتے ہیں اور ہم ان کے افسانوں کو پڑھ کر ایسا محسوس کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ کسی اپنے ہی آدمی نے اپنوں کے لئے لکھا ہے ——

علامہ نیاز فتحپوری

افسانہ نگاری کے ماہرین فن میں صادق الخیری اپنے حُسنِ تخیل اور خوبیٔ تحریر کی بنا پر ایک ارتقائی درجہ رکھتے ہیں ——

سر شیخ عبد القادر

صادق الخیری کا تخیل نہایت شاداب اور طرزِ نگارش بڑا شاعرانہ اور لطیف ہے ——

سر سلطان احمد

بنتِ قمر

زندگی، سراپا جمال زندگی، جب زمانے کی سنگدلی سے ٹکراتی ہے تو انسان چیخ اٹھتا ہے ؎ ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی!

یہ افسانے اسی دلآویز زندگی کی تصویریں ہیں۔ بنتِ قمر، یورپ کی خوبصورت کتابوں کی طرح دیکھنے دکھانے کے لائق ہے۔ قیمت ۱۰/-

شہناز بک کلب پوسٹ بکس ۲۱۳۷، کراچی ۱۸